جامعہ حقانیہ کا ترجمان

الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

مجلّہ

ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ/اپریل ۲۰۰۹ء



بانی جامعہ: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ اپریل ۲۰۰۹ء

عدلیہ کی بحالی ..... چند درپیش مسائل.............	مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم	3
حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ کی رحلت....	// // //	5
درس قرآن کریم..............................	// // //	6
درس حدیث..............................	شیخ الحدیث مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ	9
ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ..................	از قلم حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ	11
اصلاحی مکاتیب..............................	فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ	13
گاؤں میں جمعہ کا شرعی حکم....................	فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ	16
یادگار سفر.................................	جناب ابوحماد قاری عبیداللہ ساجد صاحب	21
احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج تحقیقی جائزہ....	مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی	27
''معارف مفتی اعظم'' کی تقریب رونمائی	پروفیسر بشیر حسین حامد ایبٹ آباد	32
استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی	حافظ ضیاء الرحمٰن جالندھری ملتان	33
آہ! باغبان گلشن جہلمی، قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ تعالیٰ	محترم جناب سید شمشاد حسین صاحب جھنگ	36
الاستفتاء..................................	فقیہ العصر مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ	40
تعارف وتبصرہ.............................	....	48

☆☆☆☆☆☆☆

کلمۃ الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عدلیہ کی بحالی......چند درپیش مسائل

بعد الحمد والصلوٰۃ : پاکستان ایک عرصہ سے عدالتی بحران کی لپیٹ میں تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۶/مارچ کے تاریخ ساز لانگ مارچ کے سامنے موجودہ حکومت کو اپنی بے حسی اور مجبوری دیکھ کر سابق چیف جسٹس اوران کے رفقاء کی بحالی کا اعلان کرنا پڑا، اور یوں ''بعد از خرابی بسیار'' کسی حد تک یہ بحران اپنے منطقی انجام کو پہونچا اور ملک مزید کسی بڑے حادثہ سے دوچار ہونے سے بچ گیا ،فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

ججز کی بحالی کیلئے تحریک تو کافی عرصہ سے چل رہی تھی لیکن صحیح معنی میں اسے کامیابی اسی وقت ہوئی جب مسلم لیگ ن گروپ کے قائد نے اس کی قیادت سنبھالی اور فوج کے موجودہ سربراہ نے بھرپور کردار ادا کیا ورنہ صدر مملکت اور بعض دیگر لیڈران کرام کے نزدیک تو اس مسئلہ کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی ممکن ہے ان حضرات کا نقطہ نظر فی ذاتہ صحیح ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اگر اس مسئلہ کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا تو اس کے اثرات مملکت کے دیگر بہت سے اہم مسائل پر پڑتے اور موجودہ گورنر راج وغیرہ کے علاوہ بہت سے بحران کا مملکت کو سامنا کرنا پڑتا اس بحالی کے بعد امید ہے کہ اب مسائل حل ہوں گے اور پیچیدگیاں ختم ہونگی ،حق تعالیٰ وطن عزیز اور تمام باشندگان مملکت کیلئے اس بحالی کو خوشحالی اور کامیابی کا ذریعہ بنائیں اور اس کے ذریعہ عدل وانصاف کا بول بالا فرمائیں آمین۔

سابق چیف جسٹس اور انکے رفقاء کو اب جن چیلنجوں کا سامنا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں سابق صدر پاکستان کا دور چونکہ ملک کی تاریخ کا سیاہ ترین دور تھا ان کے دور میں جو بحران پیدا ہوئے انہیں پوری باریک بینی اور حکمت عملی سے حل کرنا ہوگا بظاہر ان سے نمٹنا آسان نہیں ہے اس لئے جناب موصوف کو قوم کی آرزوؤں اور توقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں

کو ان مسائل کے حل میں لگا دینا چاہیے تا کہ تاریخ میں انکے کارناموں کو سنہری حروف سے لکھا جائے اور پھر کسی کو دوبارہ عدل وانصاف کے خون کی جرأت نہ ہو۔

ملک میں اس وقت جو مسائل درپیش ہیں بے دین فوجی سربراہ سابق صدران میں پیش پیش ہیں اس لئے انہیں قرار واقعی سزا ضرور ملنی چاہیے اسی طرح موجودہ صدر کے ساتھ جو بے جا رعایتیں اور عنایتیں کی گئی ہیں ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے صدر پرویز کے سیاہ کارناموں میں لال مسجد مدرسہ حفصہ کا سانحہ بھی نا قابل معافی ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ گذشتہ دور ملک وملت دین اسلام اور اہالیان وطن کیلئے نہایت مضر اور نقصان دہ تھا ۸/مارچ کو چودھری برادران سے انکی والدہ کی تعزیت کے موقع پر حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے بھی اس امر کا برملا اظہار فرمایا تھا اور سب حضرات نے حضرت کی رائے گرامی سے اتفاق فرمایا احقر کو اس وقت بہت ہی مسرت ہوئی کہ حضرت نے بڑے احسن انداز سے احقاق حق فرما کر فرض کفایہ ادا فرمادیا، جزاھم اللّٰہ تعالٰی خیر الجزاء۔

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلم لیگ جو پاکستان کی بانی جماعت ہے اس میں بھی اتحاد نہیں ہے اگر ق،ن دونوں گروپ باہم متحد ہو جائیں تو وفاق نہ ہی صوبائی طور پر ایک مضبوط حکومت بن سکتی ہے اگر یہ دونوں گروپ مفاداتی سیاست سے الگ ہو کر ملک اور قوم کے فائدہ کے لئے باہم متحد جمع ہو جائیں تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور اس اتحاد سے وفاق میں بھی خوشگوار آثار مرتب ہونے کا قوی امکان ہے۔شریف برادران کو نا اہل قرار دینے کی وجوہات میں ایک وجہ دونوں گروپ کا اختلاف بھی ہو سکتی ہے اس لئے فوری طور پر انہیں متحد ہو کر ملک وملت کے مفاد کیلئے کوشش کرنی چاہیے ۔

حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر کی رحلت

تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے سابق نائب امیر حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر مرحوم گذشتہ دنوں لندن میں انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

موصوف تبلیغی سفر پر تھے اسی دوران ان کا وقت اس مسافر خانہ میں پورا ہو گیا اور وہ دار آخرت کی طرف روانہ ہو گئے ان کا جسد خاکی پاکستان لایا گیا اور جنازہ کے بعد اپنے آباء و اجداد کے پہلو میں تدفین ہوئی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماویں اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازیں آمین۔ مرحوم صحیح معنی میں اپنے والد گرامی کے جانشین تھے عظیم دینی ادارہ جامعہ حنفیہ اور اس کی بہت سی شاخوں کو بڑی محنت سے انہوں نے ترقی دی اور اس کا فیضان دوسری دنیا تک عام کیا اسی طرح تحریکی سرگرمیوں میں بھی وہ ہمیشہ پیش پیش رہے اکابر کے مسلک و مشرب کے تحفظ اور اس کی نشر و اشاعت سے انہیں بڑی دلچسپی تھی مسلک کے حوالہ سے اپنے مدعا کا اظہار انہوں نے ہمیشہ بڑے احسن انداز میں کیا ویسے بھی وہ ایک خوش الحان قاری اور عمدہ مبلغ تھے۔

حضرت اقدس والد گرامی قدس سرہ اور حضرت قاضی عبد اللطیف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دیرینہ تعلقات تھے حضرت قاضی صاحب مرحوم جامعہ حقانیہ کے سالانہ جلسوں میں بھی شرکت فرماتے رہے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جہلم جامعہ کے جلسہ پر تشریف لے گئے ہیں اسی روایت اور تعلق کو برقرار رکھنے کیلئے جناب قاری صاحب موصوف مرحوم کی دعوت پر احقر بھی جامعہ حنفیہ کے سالانہ جلسہ پر جہلم حاضر ہوا ہے موصوف نے بڑی محبت سے دعوت دی اور بیان پر بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ امید ہے کہ آپ کے فرزندان گرامی اور متعلقین واحباب جامعہ اور تمام دینی اہداف کی ترقی کیلئے پہلے سے زیادہ کوشاں ہونگے۔ واللہ الموفق والمعین۔

احقر عبد القدوس ترمذی غفر لہ

۲۵؍ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

....

ارشاد: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

اس امت کیلئے بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کو ایک وصف عطا فرمایا گیا اور اسی لئے ہر کلمہ کے نزول کے ساتھ اس کے جلو میں مؤکل فرشتوں کا نزول ہوا اور اسی لئے ہر کلمہ ایک خاص قوت رکھتا ہے جس سے عامل حضرات کام لیتے ہیں۔

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ف: امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اگر ہزار اطاعت اور عبادت بھی کرے تو ذرہ برابر ثواب کا مستحق نہیں اس لئے کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اس لئے واجب ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اول تو تم کو پیدا کیا اور پھر بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ لہٰذا اس منعم حقیقی کا شکر بذریعہ عبادت کے تم پر واجب اور لازم ہے بادشاہ کے انعام واکرام کے بعد اگر کوئی بادشاہ کا شکر کرے تو اس شکر کی وجہ سے وہ شخص اپنے کو کسی انعام کا مستحق نہیں سمجھتا بلکہ محض فریضہ شکر سے عہدہ برآ ہو جانے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ اور یہ خوب سمجھتا ہے کہ میرا یہ شکر بادشاہ کے انعام واحسان کے مقابلہ میں ہیچ ہے اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کے شکر کو سمجھو کہ بندہ کتنی ہی عبادت کرے اس کی ایک نعمت کا بھی شکر نہیں ادا کر سکتا استحقاق تو درکنار مگر اس نے محض اپنی رأفت ورحمت اور اپنے فضل عمیم سے ہماری ناقص عبادتوں پر بھی اجر اور ثواب کا وعدہ فرمایا ہے: ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد، آمین۔

حق جل شانہ نے اس آیت میں عبادت کا حکم دیا اور ساتھ ہی ساتھ معبود کی معرفت کے پانچ طریقے بتلائے یا یوں کہو کہ پانچ قسم کے دلائل بیان کئے دو تو نفس کے متعلقات میں سے ہیں اور تین آفاق سے متعلق ہیں: اول خلقکم فرمایا کہ تم اپنے نفسوں میں غور کرو کہ تم کو عدم کے بعد وجود کی نعمت عطا کی۔ دوم یہ کہ تمہارے آباء واجداد کو وجود عطا کیا اور نیست سے ہست کیا جس کو والذین من قبلکم سے ذکر فرمایا۔ سوم یہ کہ زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا۔ چہارم یہ کہ آسمان کو تمہارے لئے چھت بنایا۔ پنجم یہ کہ آسمان اور زمین کی شرکت سے تمہارے رزق کیلئے قسم قسم کے پھل اور میوے پیدا کئے۔ پس جس خداوند ذوالجلال نے یہ عجیب وغریب نعمتیں تم کو عطا کی ہیں اس سے تم اس کی

قدرت وعظمت کا اندازہ لگالو، اور ہمہ تن اس کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو کیونکہ عبادت خالص اسی منعم حقیقی کا حق ہے۔ غرض یہ کہ اعبدوا اس سورت میں پہلا حکم ہے اور ولا تجعلوا للّٰہ اندادا پہلی نہی ہے اور یہی اسلام کی سب سے پہلی تعلیم ہے کہ صرف خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور کسی کو اس کا شریک اور مثل نہ جانو۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں عبادت کا حکم دیا اور ساتھ ہی ساتھ استحقاق عبادت کے وجوہ اور دلائل بھی بیان کئے جو سب کے سب فطری اور عقلی ہیں۔ (معارف القرآن للشیخ کاندھلوی ص ۷۱)

پہلی آیت میں یا یہاالناس سے خطاب شروع ہوا لفظ الناس عربی زبان میں مطلق انسان کے معنی میں آتا ہے اس لئے مذکورہ تینوں گروہ اس میں داخل ہیں جن کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم عبادت کے معنی ہیں اپنی پوری طاقت مکمل فرمانبرداری میں صرف کرنا اور خوف وعظمت کے پیش نظر نافرمانی سے دور رہنا (روح البیان ص ۷۴ ج ۱) اور لفظ رب کے معنی پروردگار کے ہیں جس کی پوری تشریح پہلے گذر چکی ہے ترجمہ یہ ہوا کہ "عبادت کرو اپنے رب کی" یہاں پر لفظ رب کی جگہ لفظ اللہ یا اسماء حسنیٰ میں سے کوئی اور نام بھی لایا جا سکتا تھا مگر ان میں سے اس جگہ لفظ رب کا انتخاب کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس مختصر سے جملے میں دعوے کے ساتھ دلیل بھی آ گئی، کیونکہ عبادت کی مستحق صرف وہ ذات ہو سکتی ہے جو انسان کی پرورش کی کفیل ہو جو اس کو ایک قطرہ سے تدریجی تربیت کے ساتھ ایک بھلا چنگا سمیع وبصیر عقل وادراک والا ماہر انسان بنا دے اور اس کی بقاء وارتقاء کے وسائل مہیا کرے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کتنا ہی جاہل ہو اور اپنی بصیرت کو برباد کر چکا ہو جب بھی ذرا غور کرے گا تو اس کا یقین کرنے میں اسے ہرگز تامل نہیں ہوگا کہ یہ شان ربوبیت بجز حق تعالیٰ کے اور کسی میں نہیں اور انسان پر یہ مربیانہ انعامات نہ کسی پتھر کے تراشے ہوئے بت نے کئے ہیں اور نہ کسی اور مخلوق نے اور وہ کیسے کرتے جب کہ وہ سب خود اپنے وجود اور بقا میں اسی ذات واحد کے محتاج ہیں ایک محتاج دوسرے محتاج کی کیا حاجت روائی کر سکتا ہے اور اگر ظاہری طور پر کرے بھی تو وہ بھی درحقیقت اسی ذات کی تربیت ہوگی جس کی طرف یہ دونوں محتاج ہیں۔ خلاصہ یہ ہے

کہ اس جگہ لفظ رب لا کر یہ واضح کر دیا گیا کہ جس ذات کی عبادت کی طرف دعوت دی گئی ہے اس کے سوا کوئی دوسری ہستی عبادت کی مستحق ہو ہی نہیں سکتی۔ اس جملہ میں انسانوں کے تینوں گروہوں کو خطاب ہے اور ہر مخاطب کیلئے اس جملہ کا معنی و مطلب جدا ہے مثلاً جب کہا گیا کہ اپنے رب کی عبادت کرو تو کفار کیلئے اس خطاب کے معنی یہ ہوئے کہ مخلوق پرستی چھوڑ کر توحید اختیار کرو اور منافقین کیلئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ نفاق چھوڑ کر اخلاص پیدا کرو گنہگار مسلمانوں کیلئے معنی یہ ہوئے کہ گناہ سے باز آؤ اور کامل اطاعت اختیار کرو اور متقی مسلمانوں کیلئے اس جملہ کے یہ معنی ہوئے کہ اپنی طاعت و عبادت پر ہمیشہ قائم رہو اور اس میں ترقی کی کوشش کرو (روح البیان)

اس کے بعد رب کی چند صفات خاصہ کا ذکر کر کے اس مضمون کی مزید توضیح فرما دی گئی ارشاد ہوتا ہے الذی خلقکم والذین من قبلکم یعنی تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان قوموں کو بھی جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں اس میں رب کی وہ صفت بتلائی گئی ہے جو اللہ جل شانہ کے سوا کسی مخلوق میں پائے جانے کا کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نیست سے ہست اور نابود سے بود کرنا پھر بطن مادر کی تاریکیوں اور گندگیوں میں ایسا حسین و جمیل، پاک وصاف انسان بنا دینا کہ فرشتے بھی اس کی پاکی پر رشک کریں یہ سوائے اس ذات حق کے کس کا کام ہو سکتا ہے جو کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اس آیت میں خلقکم کے ساتھ الذین من قبلکم کا اضافہ کر کے ایک تو یہ بتلا دیا کہ تم اور تمہارے آباء و اجداد یعنی تمام بنی نوع انسان کا خالق وہی پروردگار ہے دوسرے صرف من قبلکم کا ذکر فرمایا من بعد کم یعنی بعد میں پیدا ہونے والے لوگوں کا ذکر نہیں کیا اس میں اسکی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بعد کوئی دوسری امت یا دوسری ملت نہیں ہو گی کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی مبعوث ہو گا نہ اس کی کوئی جدید امت ہو گی۔ اس کے بعد اسی آیت کا آخری جملہ ہے لعلکم تتقون یعنی دنیا میں گمراہی اور آخرت میں عذاب سے نجات پانے کی امید تمہارے لئے صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ توحید کو اختیار کرو اور شرک سے باز آؤ (معارف القرآن ص ۱۳۴)

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

اس دنیا میں صرف ظاہر پر تمام فیصلے کیے جاتے ہیں اور آخرت میں نیتوں پر کیے جائیں گے۔

یہ عالم جس میں ہم ہیں اور ہم کو جس میں کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے "عالم ظاہر" اور "عالم شہادت" ہے اور ہمارے حواس وادراکات کا دائرہ بھی یہاں صرف ظاہر اور مظاہر ہی تک محدود ہے یعنی یہاں ہم ہر شخص کا صرف ظاہری چال چلن دیکھ کر ہی اس کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر سکتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر اس کے ساتھ معاملہ کر سکتے ہیں ظاہری اعمال سے پرے ان کی نیتوں، دل کے بھیدوں اور سینوں کے رازوں کے دریافت کرنے سے ہم قاصر ہیں اسی لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نحن نحکم بالظاھر واللّٰہ یتولی السرائر (یعنی ہمارا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اور مخفی راز اللہ کے سپرد ہیں) لیکن عالم آخرت میں فیصلہ کرنے والا اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہوگا اور وہاں اس کا فیصلہ نیتوں اور دل کے ارادوں کے لحاظ سے ہوگا گویا احکام کے بارے میں جس طرح یہاں ظاہری اعمال اصل ہیں اور کسی کی نیت پر یہاں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا، اسی طرح وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا اور حق تعالیٰ کا فیصلہ نیتوں پر ہوگا اور ظاہری اعمال کو ان کے تابع رکھا جائے گا۔

حدیث کی خصوصی اہمیت

یہ حدیث ان جوامع الکلم میں سے یعنی رسول اللہ ﷺ کے ان مختصر مگر جامع اور وسیع المعنی ارشادات میں سے ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دین کے بڑے اہم حصہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور دریا بکوزہ کا مصداق ہے یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اسلام کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں آگیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ ان ائمہ نے فرمایا مبالغہ نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے کیونکہ اصولی طور پر اسلام کے تین ہی شعبے ہیں ایمان (یعنی اعتقادیات) اعمال اور

اخلاص۔ چونکہ یہ حدیث اخلاص کے پورے شعبہ پر حاوی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسلام کا ایک تہائی حصہ اس میں آ گیا ہے۔

اور پھر اخلاص وہ چیز ہے جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہے خاص کر جب بندہ کوئی اچھا سلسلہ شروع کرے خواہ وہ علمی ہو یا عملی تو وہ اس کا حاجت مند ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اس کے سامنے ہو، اس لئے بعض اکابر نے اپنی مؤلفات کو اسی حدیث سے شروع کرنا بہتر سمجھا ہے چنانچہ امام بخاری نے اپنی ''جامع صحیح'' کو اور ان کے بعد امام بغوی نے ''مصابیح'' کو اسی حدیث سے شروع کیا ہے گویا اسی کو ''فاتحۃ الکتاب'' بنایا ہے۔

اور حافظ الحدیث ابن مہدی سے منقول ہے کہ جو شخص کوئی دینی کتاب تصنیف کرے اچھا ہو کہ وہ اس حدیث سے اپنی کتاب کا آغاز کرے۔ (آگے فرمایا) اور اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کے ہر باب کو اسی حدیث سے شروع کروں گا۔ (فتح الباری)

راقم السطور عرض کرتا ہے کہ اس ناچیز نے بھی اسی لئے اس حدیث پاک سے اپنی اس کتاب کا آغاز کیا ہے اللہ تعالیٰ بخیر اتمام کی توفیق دے اور قبول فرمائے نیز اس ناچیز کو اور کتاب کے تمام ناظرین کو اخلاص و حسن نیت نصیب فرمائے۔

(اس کے بعد خاص ترتیب سے وہ حدیثیں درج ہوں گی جن میں رسول اللہ ﷺ نے ایمان و اسلام کا یا ان کے ارکان اور شعبوں کا یا ان کے لوازم و شرائط کا یا ان کے برکات و ثمرات کا یا ان کے مفسدات و مناقضات کا ذکر فرمایا ہے، اس سلسلے میں سب سے پہلے ''حدیث جبرئیل'' درج کی جا رہی ہے جو اصولی طور پر دین کے سارے شعبوں پر حاوی ہونے کی وجہ سے ''ام السنہ'' کہی جاتی ہے)(معارف الحدیث ج ۱ ص ۵۶)

....

ارشاد: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

اور اسی لئے جو سلوک کلام اللہ کے ذریعہ ہو وہ قوی اور پائیدار ہوتا ہے مگر دیر سے ہوتا ہے کیونکہ انسان قرآن حکیم کے دیگر عجائبات میں لگ جاتا ہے اور ذکر کے ذریعہ طبیعت جلد متوجہ ہوتی ہے مگر وہ اس قدر پائیدار نہیں ہوتی۔ (قرآن حکیم کے علاوہ باقی) کتب سماویہ کی نظم عبارت ممکن ہے فرشتوں کی جانب سے ہو جیسا کہ القی الالواح سے معلوم ہوتا ہے یا خود انبیا علیہم السلام کی جانب سے ہو۔

مرسلہ: محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع وترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

O فرمایا فرقہ اُویسیہ حضرت اویس رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے صرف اس تشبیہ سے کہ اس میں بلا لقاء وتعلق جسمانی فیض روحانی ہوتا ہے نہ اس لحاظ سے کہ حضرت اویس رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا مبدا ہیں (احقر نے عرض کیا کہ اس فیض کا احساس بھی ہوتا ہے) فرمایا ہاں ذوق سے قوت نسبت محسوس ہوتی ہے مگر کسب کو اس میں کچھ دخل نہیں۔

O فرمایا نقشبندیہ کے ہاں یہ تعلیم بھی ضروری ہے کہ شیخ ظاہری تجمل ووقار سے رہے گویا شاہی سامان میں رہے نیت اس میں بھی بہتر ہے تا کہ مریدین کی نظر میں عظمت ہو اور اس عظمت سے اس کو فائدہ ہوتا ہے مگر چشتیہ کے ہاں اس کا کچھ خیال نہیں بلکہ وہاں تو جلنا اور مرنا ہی ہے ان کے ہاں ظاہری شان کچھ نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ اصل وقار افادہ سے پیدا ہوتا ہے جب مستفیدین کو فائدہ ہوگا تو وقار خود بخود پیدا ہوگا اور اگر ان کو فائدہ ہی کچھ نہیں پہنچتا تو ظاہری وقار سے کیا ہوگا چشتیہ کے ہاں بے سامانی ہی سے وقار ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بعض اشیاء مؤثر بالکیفیت ہوتی ہیں اور بعض مؤثر بالخاصہ ہوتی ہیں وقار ظاہری تو مؤثر بالکیفیت ہے اور ترک وقار مؤثر بالخاصہ ہے بعض چشتیہ پر جن کی قلندرانہ شان ہے (ان کی تعریف عنقریب آتی ہے) ایک شبہ یہ بھی وارد ہوا کرتا ہے کہ ان کے ہاں اعمال کم ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال دو قسم ہیں ایک ظاہری مثل تلاوت اور نوافل وغیرہ اور ایک باطنی مثل ذکر قلبی اور فکر اور نعماء الٰہی کا استحضار وغیرہ تو یہ اعمال قلندروں میں بہت ہیں بلکہ کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ وہ عمل میں نہ ہوں تو اس طرح کے اعمال ان کے یہاں بہت ہیں البتہ چشتیہ عموماً بدنام ہیں وہ بھی زیادہ تو صرف سماع کی بدولت مگر ان کے طریق میں داخل نہیں جو اعتراض کیا جاوے بعض نے غلبہ حال میں اور بعض نے بعض مصالح کے سبب خاص قیود کے ساتھ سنا ہے مگر اب تو دو کاندار غلو بہت کرتے ہیں ایک

صاحبزادہ صاحب نے سماع گنگوہ میں اہل سماع مشائخ کی دعوت کی جب جمع ہوگئے تو ایک عجیب سوال کیا حضرات مجھ کو سماع کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ کیا کسی اہل طریق نے کسی باطنی کیفیت کے حاصل کرنے کی غرض سے کسی مرید کو کبھی سماع کی تلقین بھی کی ہے جس طرح افکار واشغال کی تلقین کرتے تھے جواب ظاہر ہے کہ کبھی کسی نے کسی کیفیت محمودہ کے حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ داخل طریق نہیں ہے اور اپنی ذات میں کوئی مفید طریق نہیں ہے۔

O فرمایا کلام خبری کی تعریف مشہور تو یہ ہے کہ اس میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہو اس پر سخت اشکالات واقع ہوتے ہیں اس لئے مجھ کو تو یہ پسند ہے کہ وہ صدق یا کذب کسی ایک کے ساتھ بھی متصف ہو بخلاف انشاء کے کہ کلام انشائی کسی ایک کے ساتھ بھی متصف نہیں ہوتا۔

O فرمایا سلف کی اصطلاح میں قلندر اس کو کہتے ہیں جس کے اعمال ظاہری کم ہوں اور ملامتی اس کو کہتے ہیں جو اعمال کے اخفاء کی کوشش کرے۔

O فرمایا حضرت شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمعصر ہیں اور بہت بڑے درجہ کے شخص ہیں ایک دفعہ ایک شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر ہوا حضرت غوث اعظم نے فرمایا تیرے جبیں پر شقاوت معلوم ہوتی ہے اس لئے میں بیعت نہیں کرتا غرض بیعت نہ کیا وہ شخص حضرت شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلا گیا اس کو دیکھتے ہی فوراً فرمایا کہ میرے بھائی نے تو رد کر دیا لاؤ میں اشقیاء کو مرید کروں گا پس اس شخص کے حق میں دعا فرمائی تو اس کی شقاوت مبدل بسعادت ہوگئی پھر وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت میں آیا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہی کا مرتبہ ہے کہ اشقیاء کو دعا کر کے سعداء بنا سکتے ہیں۔ حضرت شیخ احمد رفاعی کا ایک اور واقعہ بھی ہے انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو جمع کیا اور فرمایا کہ جو چاہتے ہو مانگو سب نے کچھ کچھ مانگا حضرت شیخ احمد نے فرمایا میں نے کہا ارید ان لا ارید واختار ان لا اختار جس کا حاصل یہ تھا کہ میں کچھ نہیں چاہتا بجز اس کے کہ کچھ نہ چاہوں پس فرماتے ہیں کہ مجھ کو وہ کچھ عنایت ہوا کہ مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر من اهل هذا العصر اس میں بظاہر غوث اعظم بھی داخل ہیں گو تفاضل جزئی سہی۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب

سالکین کے خطوط اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ کے جوابات

حال: بعض مرتبہ غیبت ہوجاتی ہے بعد میں افسوس ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی اس کا علاج ہے نیز استغفار بھی لازم ہے۔

حال: بعض مرتبہ خاتمہ بالخیر کی بڑی فکر ہوتی ہے نہ معلوم کیا بنے گا۔

ارشاد: ایمان بین الخوف والرجاء کا نام ہے۔

حال: بعض مرتبہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے تعلق کی برکت ہے ان شاءاللہ خاتمہ بالخیر ہوگا۔

ارشاد: اچھی امید ہے۔

حال: زیادہ گھبراہٹ کی صورت میں رات کو سوتے وقت اللّٰھم بارك لی فی الموت وما بعد الموت ۲۵ بار پڑھ لیتا ہوں پھر دل کو تسلی ہوتی ہے۔

ارشاد: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا اور رحیم وکریم ہونے کا استحضار بھی مناسب ہے۔

حال: لطائف کے مقاموں کی تصریح فرمادیں اور خصوصاً چھٹے ساتویں لطیفے کا مقام فرمادیں تو بہت ہی مہربانی ہوگی۔

ارشاد: ہمارے حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف ستہ کا بیان مع ان کے مقامات اس طرح فرمایا ہے کہ فرماتے ہیں کہ: انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں، اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دوانگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے اور دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دوانگل نیچے ہے اس کا نور سفید ہے، تیسرا لطیفہ نفس اس کی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے، چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے اس کا نور سبز ہے، پانچویں لطیفہ خفی اس کا مقام ابرو کے اوپر ہے اس کا نور نیلگوں ہے، چھٹا لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ ہے

اوراس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کی مانند (ضیاء القلوب ص ۴۰ وص ۴۱)

فائدہ (۱) مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے اوراوپر ذکر فرمایا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اوراس میں کوئی تعارض نہیں مختلف وقتوں میں مختلف الوان کا انکشاف ہوسکتا ہے جیسا جس بزرگ کو منکشف ہوا اس کا اظہار فرمادیا مگر اسی لون کا دوام ضروری نہیں ہے اگرچہ اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے، بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے (من حاشیہ ضیاء القلوب تغیر ما)

فائدہ (۲) قلب، روح، سر، خفی، اخفی انہیں اجزأ خمسہ مجردہ یعنی غیر مادیہ کا نام لطائف خمسہ ہے، بعض صوفیہ اپنی اصطلاح میں ان میں نفس کو بھی شامل کرلیتے ہیں اور مجموعہ کو لطائف ستہ کہتے ہیں چنانچہ آج کل یہی نام مشہور ہے، مگر نفس کو لطائف میں شامل کرنا بوجہ اس کے مادی ہونے کے تغلیباً ہے جیسے قمرین، عمرین، قمر وشمس اور ابوبکر وعمر کو تغلیباً کہا جاتا ہے، مادی کے ایک معنی یہ ہیں کہ مادہ اس کا جزء ہو جیسے بدن انسانی، دوسرے یہ کہ کسی مادی یا خود مادہ میں حلول کررہا ہو یہاں نفس کو بالمعنی الثانی مادی کہا جاتا ہے، کیونکہ نفس جو قوت داعیہ الی الشر ہے منطبع فی جمیع البدن ہے لہٰذا مادی ہوگا مگر بعض حضرات اس کو اس وجہ سے تغلیباً لطائف میں شمار کرلیتے ہیں، غرض تصوفی کے سبب لطائف کے ساتھ اس سے بحث ہوتی ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں اکثر لطائف خمسہ کا عنوان مذکور ہوتا ہے اور بعض اکابر صوفیاء کے کلام میں لطائف ستہ کا عنوان کا تحقیق بالا سے معلوم ہوگیا کہ ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ لطائف تحقیقی قرار دیتے ہیں متاخرین وغیرہ لطائف تغلیبی، اول پانچ ہیں ثانی چھ فلاتعارض بینہما ای بین القولین۔

فائدہ (۳) جب لطائف خمسہ غیر مادی اور مجردات سے ہیں اور قاعدہ ہے الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ تو پھر تجرد کے لوازم بھی مثل عدم تحیز وغیر ثابت ہوں گے کیونکہ حیز ومکان خاص مادہ سے ہیں مگر قدم عقلاً لوازم تجرد سے نہیں ہے البتہ لطائف متمکن ومتحیز نہیں ہوں گے اس لئے کہ تجرد میں اور تجرد متمکن میں تنافی ہے اور بعض صوفیاء کے کلام میں واقع ہے کہ اللطائف فوق

العرش یہ محض ایک اصطلاحی تعبیر ہے بناء علی ان العرش لیس فوقہ مکان بل ھو منتھی الامکنۃ کلھافمعنی کون اللطائف فوق العرش کونھافوق الامکنۃ کلھابعنی خارجًا عن الامکنۃویلزم منہ کونھاغیرمتحیز وغیرمتمکن وھذاقول اھل الکشف والمتکلمون ینکر و نھا ھکذااستفیدمن رسالۃ القطائف من اللطائف لحضرۃ حکیم الامۃالتھانوی قدس سرہ السامی ھذاملخص مافی ھذہ الرسالۃ ان شئت التفصیل فارجع الیھاتجد فیھا ما لاتجد فی غیرھاواللّٰہولی الھدایۃ والیہ البدایۃوالنھایۃ۔

حال: پچھلے دنوں بوجہ بیماری معمولات میں بہت گڑبڑ ہوئی۔

ارشاد: بوجہ بیماری کے معمولات کااجرملتارہتاہے۔

حال: اب صحت کچھ ہوگئی ہے۔

ارشاد: الحمدللہ۔

حال: لیکن معمولات بحال نہیں ہورہے۔

ارشاد: ہوجائیں گےان شاءاللہ۔

حال: تہجد میں بھی بہت سستی ہورہی ہے۔

ارشاد: کچھ فکرنہیں۔

حال: اب ارادہ ہے کہ پابندی سے شروع کروں۔

ارشاد: مبارک ہو۔

حال: ایک مدرسہ کی انجمن نے احقر کوصدربنالیاتھاجس کامیں بالکل اہل نہ تھااور نہ ہوں مدرسہ کی کوئی خدمت نہیں کرسکتاسوائے دستخط کرنے کے، ایک دفعہ استعفیٰ دیا تھالیکن منظورنہ ہوااس حالت میں احقر کیاکرے۔

ارشاد: اگرحسن نیت سے اپنامشورہ دیاجائےتو یہ بھی دین کی خدمت ہےان شاءاللہ اس کابھی ثواب ملےگابقدرفرصت اس میں شریک رہیں۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

تحقیق الجمعة فی القریٰ

گاؤں میں جمعہ کا شرعی حکم (قسط ۳)

حکم حاکم سے جمعہ فی القریٰ کا جواز

حکم حاکم چونکہ رافع اختلاف ہوتا ہے اس لیے ایسی جگہ حکم حاکم سے جمعہ جائز ہو جاتا ہے جس جگہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کے نزدیک جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں، کیونکہ گاؤں میں جواز جمعہ کی بناء یہ ہے کہ مجتہد فیہ مواضع میں حکم حاکم رافع اختلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس گاؤں میں کسی امام مجتہد کے نزدیک بھی جمعہ جائز نہ ہو اور کسی کی شرطیں بھی پوری نہ ہوتی ہوں تو وہاں اذنِ حاکم سے بھی جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ قال العلامة ابن عابدین رحمه الله ان الحکم بصحة الجمعة مبنی علی کون ذالك الموضع محلا لاقامتهافیه (ج ا ص ۷۴۹)

مگر شرط یہ ہے کہ حاکم نے اپنے مذہب کے مطابق حکم دیا ہو مثلاً شافعی مذہب حاکم نے گاؤں میں جمعہ کا حکم دیا ہو اور سلطان نے اس کو اس سے منع نہ کیا ہو تو حنفی مذہب والوں کا بھی وہاں جمعہ صحیح ہو جائے گا اور مذہب شافعیہ کی تمام شرطوں کی رعایت کرنا لازم ہو گا ورنہ کسی کے نزدیک بھی جمعہ صحیح نہ ہو گا اور ظہر کا فرض ذمہ ہو گا لیکن حاکم کی وفات یا معزولی یا تبدیلی کے بعد عدم صحت کا حکم عود کر آئیگا، ان امر الخلیفة لا یبقی بعد موته او عزله (شامی ج ا)

حاکم مقلد کا حکم تو مذہب کے خلاف بالاتفاق نافذ نہیں ہوتا اور حاکم مجتہد کا حکم بخلاف مذہب کے عدم جواز پر تو اتفاق ہے مگر نفاذ میں اختلاف ہے اور مفتی بہ عدم نفاذ ہے۔

قال فی شرح التنویر وان الخلاف خاص بالقاضی المجتهد واما المقلد فلا ینفذ قضائه بخلاف مذهبه اصلاً......وفی الشامیة ان الفتوی علی قولهما بعدم النفاذ فی العمد والنسیان۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکم حاکم بخلاف مذہب نافذ نہیں ہوتا اس لیے اقامت جمعہ فی القریٰ کیلئے ایسے حاکم کا حکم ہونا ضروری ہے جس کے مذہب میں جمعہ کا جواز ہو، حنفی حاکم کا حکم صحیح نہیں اور خیال رہے کہ صرف اذن حاکم کافی نہیں ہے بلکہ حکم کا ہونا ضروری ہے اور وہ اس کی حدود ولایت میں ہی محدود اور نافذ ہوگا۔

اسٹیشن کے پلیٹ فارم اور ہسپتال میں نماز جمعہ کا حکم

جب اذن عام نہ ہونیکی وجہ سے جیل میں جمعہ صحیح نہیں ہے تو اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر بھی جمعہ صحیح نہ ہوگا اگر چہ وہ شہر کے اندر داخل ہو یا فناء شہر میں ہو کیونکہ اس میں بھی بغیر اجازت داخل ہونیکی اجازت اور اذن عام کی شرط نہیں پائی جاتی اور قواعد سے یہی حکم ہسپتال میں جمعہ کا معلوم ہو رہا ہے کیونکہ اس میں بھی اذن عام نہیں ہوتا اس لئے اس میں جمعہ صحیح نہیں ہے اسی طرح بحری جہاز جب تک (مثلاً) بمبئی گودی میں کھڑا رہے اس وقت تک بمبئی والے پوری نماز ادا کریں یہ لوگ ابھی اپنے وطن کی حد میں ہیں جسکی بناء پر مقیم ہیں مسافر نہیں البتہ ان پر جمعہ کی نماز نہیں کہ جمعہ کے لئے اذن عام ضروری ہے جب جہاز والے شہر میں نہیں جا سکتے اور شہر والے جہاز میں نہیں آ سکتے تو اذن عام کی شرط مفقود ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۵۹)

بحر اور جنگل میں جمعہ جائز نہیں ان کے محل اقامت جمعہ نہ ہونے پر اجماع ہے جمعہ کے لئے بستی کا ہونا سب کے نزدیک ضروری ہے جنگل اور دریا میں کسی کے نزدیک بھی جمعہ جائز نہیں ہے عرفات میں اسی لئے جمعہ صحیح نہیں کہ وہ جنگل ہے بستی اور آبادی کا ہونا سب کے نزدیک شرط ہے البتہ حنفیوں کے نزدیک شہر کا بڑا ہونا بھی ضروری ہے۔

ہوائی جہاز اگر فناء شہر میں کھڑا ہے تو بھی اس میں جمعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہاں جانے کی ہر شخص کو اجازت نہیں اور پرواز کے دوران تو صحیح نہ ہونا بالکل ظاہر ہے کہ اس کی پرواز بر میں ہے یا بحر میں اور یہ دونوں جگہ کسی کے نزدیک بھی محل اقامت جمعہ نہیں ہیں، یہی حکم جنگل میں ریل اور موٹر کار کا بھی ہے کہ جنگل میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور پلیٹ فارم پر جانیکی عام اجازت نہیں ہے، البتہ اگر موٹر شہر یا فناء شہر میں ہو تو وہاں جمعہ جائز ہے اسی طرح موٹروں کے اڈے اگر شہر یا فناء شہر

میں ہوتو جمعہ جائز اور صحیح ہے کیونکہ وہاں اذن عام ہے کسی کے داخلہ پر پابندی نہیں ہے البتہ اس میں شبہ ہے کہ صرف موٹر کے اڈے یا ریل، ہوائی جہاز کے اسٹیشن ہونے سے ہی وہ جگہ فناء مصر میں داخل ہو جاتی ہے کیونکہ ان سے سفر کی ضرورت متعلق ہے سکونت کی کوئی ضرورت متعلق نہیں ہے اور فناء مصر وہ ہے جس سے اہل شہر کی سکونت کی ضرورت کا تعلق ہو۔

تعدد جمعہ کا مسئلہ

جس شہر میں جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اس میں کئی جگہ بھی جمعہ جائز ہے جیسا کہ کنز الدقائق میں ہے۔

اور درمختار میں ہے: وتوٴدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذھب وعلیه الفتوی ،یعنی مذہب حنفی کے مطابق ایک شہر میں مختلف جگہوں پر جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے اور اسی پر فتوی ہے ۔مگر بغیر ضرورت محلّہ درمحلّہ جمعہ پڑھنے میں شرعی مصلحت اور مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اسلامی شان وشوکت ختم ہو جاتی ہے نماز جمعہ کو جامعۃ الجماعات کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ محلّہ کی مسجدوں کی جماعتیں بند کر کے ان سب کی جماعت یکجا جامع مسجد میں ہوا کرے اس لئے ہر ہر محلّہ کی مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنا شریعت کی مصلحت اور شوکت اسلام کے خلاف ہے البتہ اگر نمازی زیادہ ہوں اور جامع مسجد میں گنجائش نہ ہو یا جامع مسجد بہت دور ہو وہاں پہونچنے میں دقت ودشواری ہوتو ضرورت کے موافق دوسری مسجد میں بھی جمعہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے جو لوگ محض عناد وضد کی وجہ سے بےضرورت دوسری مسجد میں جمعہ قائم کریں گے وہ گنہگار ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو گناہ تو نہ ہوگا کیونکہ ان کی نیت میں ضد وعناد نہیں ہے مگر پہلی مسجد کے برابر ثواب نہ ملے گا۔البتہ ایک مسجد میں تعدد جمعہ جائز نہیں پہلی جماعت کی نماز صحیح ہوگی دوسری جماعت کی صحیح نہ ہوگی (امداد الاحکام ج ۱ص ۶۶۰)

فناءِ شہر میں جمعہ کا حکم

قال فی الدر وفناء ہ بکسر الفاء وھو ما حوله اتصل به او لا حررہ ابن الکمال وغیرہ لاجل مصالحه کدفن الموتی ورکض الخیل

والمختار للفتوی تقدیر لفرسخ اھ۔

یعنی فناء وہ ہے جو آبادی یعنی سکونت کی ضروریات سے ہو کیونکہ کچھ ضروریات اہل بلد کی بلد میں پوری نہیں ہوسکتیں وسعت نہ ہونے کی وجہ سے اس لئے آبادی سے باہر ان ضروریات کے لئے جگہ مقرر کی جاتی ہے اور اس جگہ کو ایک قسم کی آبادی سمجھا جاتا ہے لہٰذا وہ ملحق بالبلد ہوکر اقامت جمعہ کا محل ہو جاتی ہے پس ضروریات سے خاص وہ ضروریات مراد ہیں جو متعلق بالسکنی ہوں سب ضروریات مراد نہیں ورنہ تمام کھیت باغات اور لکڑیوں کے جنگل وغیرہ کا فناء میں داخل ہونا لازم آتا ہے ولا قائل بہ (امداد الاحکام ج ا ص ۲۹۵)

فناء کی تعریف مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسٹیشن اور لاری اڈہ اگر چہ ضروریات میں سے ہے مگر وہ سکونت کی ضروریات میں سے نہیں ہے اس لئے اس میں جمعہ جائز نہیں کیونکہ وہ ضروریات سکونت اور قرار فی البلد کے لئے نہیں بلکہ ترک سکونت اور فرار عن البلد کیلئے ہے اس لئے اسٹیشن فناء میں داخل ہو کر محل اقامت جمعہ نہیں ہے نیز اس میں اذن عام کی شرط بھی نہیں پائی جاتی اب اگر اسٹیشن کسی اور وجہ سے فناء شہر یا شہر میں داخل ہو تو پھر بھی اذن عام کی شرط مفقود ہونے کی وجہ سے وہاں جمعہ جائز نہیں ہے البتہ لاری اڈا پر جمعہ جائز ہے اگر وہ شہر یا فناء شہر میں ہو کیونکہ وہاں اذن عام پایا جاتا ہے۔

عیدین کا حکم

عیدین کا بھی وہی حکم ہے جو جمعہ کا ہے یعنی جس جگہ شہر وقصبات میں شرعاً جمعہ فرض ہے اسی جگہ عیدین بھی واجب ہوتی ہیں اور جس گاؤں میں جمعہ فرض نہیں وہاں عیدین بھی نہیں ہوتیں بعض لوگوں کو مغالطہ ہو رہا ہے کہ عیدین کو شکرانہ کے نفل سمجھ کر ایسے گاؤں میں بھی ادا کر لیتے ہیں جس جگہ شرعاً جمعہ جائز نہیں ہے حالانکہ ایسے گاؤں میں عیدیں کی نماز بھی ناجائز ہے اس لئے کہ عیدین کیلئے بھی شہر یا اس کی فناء کا ہونا شرط ہے جیسا کہ درمختار میں اس کی تصریح کی گئی ہے:

وفی القنیة صلوة العید فی القریة تکرہ تحریما ای لا نہ اشتغال بمالا یصح لان المصر شرط الصحة۔

وفی الشامیة ومثله الجمعة (قوله بمالایصح)ای علی انه عید والا فهو نفل مکروه لا دائه بالجماعة (شامی ج اص ۷۷۵)

مسجد میں عیدین کی نماز کا حکم

نمازعیدین کا عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے بلا وجہ شرعی اس سنت کا چھوڑنا برا ہے پھر جو لوگ اپنی ضد نفسانیت سے عید گاہ میں نہ جائیں اور شہر ہی میں نماز عید پڑھ لیں وہ گنا ہگار اور تارک سنت ہوں گے اور بہ نسبت عید گاہ کے ثواب بھی کم ہوگا اور جو لوگ خالی الذہن ہو کر کسی عذر کی وجہ سے شہر میں پڑھیں وہ گنا ہگار نہیں ہوں گے اور ثواب بھی کم نہ ہوگا اور بغیر عذر شہر میں پڑھیں گے تو ثواب کم ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کے بغیر ہمیشہ عیدین کی نماز شہر سے باہر جنگل میں ادا فرمائی ہے۔

ایک جگہ (عید گاہ یا غیر عید گاہ) میں دوبارہ عید کی نماز پڑھنی درست نہیں البتہ اگر ضرورت ہوتو دوسری جگہ جائز ہے جیسا کہ جمعہ کے مسئلہ میں تفصیل سے لکھا گیا ہے ہاں اگر نماز میں فساد کی صورت پیدا ہوگئی ہوتو دوبارہ اسی جگہ نماز لوٹانا درست ہے۔

تفصیلی احکام رسالہ ''بارہ مہینوں کے احکام'' اور دوسرے رسائل میں ملاحظہ کیے جائیں، زیرنظر رسالہ کا اصل مقصود محل اقامت جمعہ کو بتلانا ہے دیہاتوں اور گاؤں میں جو جمعے قائم ہیں وہ حنفی مذہب کے خلاف ہیں، یہی حکم عیدین کا ہے۔اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الاباللّٰه علیه توکلت والیه انیب۔

عرصہ سے یہ رسالہ لکھا ہوا تھا اس وقت اس پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور کی تصدیق بھی حاصل کی تھی جو نفس مسئلہ کے متعلق ہے وہ رسالہ ھذا کے شروع میں تبرکاً نقل کر دی ہے۔اب نظر ثانی کا موقع ملا تو بعض تشریحات اور اعتراضات کے جوابات کا اضافہ ہوگیا، والحمد للّٰه علی ذالك۔ سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

۸/ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ

ابوحماد قاری محمد عبیداللہ ساجد فاروقہ

ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان کا

یادگار سفر

من زار حیا ولم یذق شیئا فکانما زار میتا (جو زندہ سے ملا اور کچھ نہ چکھا تو گویا وہ مردہ سے ملا) کے پیش نظر سفر کا وہ مہتم بالشان احوال جو اخی المکرم سید عبدالقدوس ترمذی المفتی ادام اللہ ظلالہم وفیوضہم وبرکاتہم کی معیت میں ہوا مختصراً قلمبند کرتا ہوں۔

۱۹ / ربیع الاول ۱۴۳۰ھ منگل وار فاروقہ سے دوپہر بارہ بجے مفتی صاحب کے ہمراہ عازم سفر ہوا سلانوالی سے محترم جناب قاری شرافت اللہ پانی پتی صاحب نے شریک سفر ہونا تھا ان کے ہاں پہنچے مختصر قیام وطعام کے بعد جھنگ روانہ ہوئے نماز ظہر کے بعد ۳ بجے ڈائیوو کے ذریعہ ملتان تقریباً ساڑھے پانچ بجے آمد ہوئی ٹرمینل پر محترم حبیب الرحمٰن صاحب ایواڑی والے منتظر تھے نماز عصر کی ادائیگی کے بعد رشید آباد پہنچے مسجد جامع رشید رشید آباد میں مغرب کی نماز ذمہ داروں کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے پڑھائی، بعد نماز عشاء مذکورہ مسجد میں حضرت مفتی صاحب کا بیان ہوا قبل بیان بندہ نے تلاوت کی بیان میں مروجہ رسومات پر اپنے مخصوص انداز میں رد فرمایا جس کے ایک ایک لفظ میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے درد بھرا ہوا تھا اللھم زد فزد وبارك فيه واطل عمر اخي الى مائة وعشرين سنة مع الصحة والعافيةووفقه لخدمات الدينية وشرفه بالقبولية۔

۲۰ / ربیع الاول بدھ وار بعد نماز فجر مذکورہ مسجد میں درس قرآن ہوا ناشتہ کے بعد گھنٹہ بھر آرام کیا، ۱۰ بجے ڈائیوو کے ذریعہ بہاولپور روانگی ہوئی ساڑھے گیارہ بجے بہاولپور پہنچے ٹرمینل پر احباب چشم براہ تھے ٹرمینل پر ہی چائے سے تواضع کی گئی بعد میں جامعہ صدیقیہ بہاولپور کے مہتمم قاری غلام یاسین صاحب کی درخواست پر جامعہ صدیقیہ گلشن حبیب پہنچے جامعہ کی کارگزاری سے مہتمم جامعہ نے آگاہ فرمایا کہ یہ جدید جگہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کمپنی کی ورکشاپ تھی ایک کروڑ

چون لاکھ میں خریدی ہے یہاں جامعہ کے شعبہ حفظ و ناظرہ اور سبعہ قراآت تک کے شعبہ ہیں ماشاء اللہ وسیع جگہ ہے پھلواری نے خوب سماں باندھا ہوا تھا دو طلبہ سے تلاوت بروایت حفص وسبعہ سنوائی گئی ماشاءاللہ بچوں نے خوب پڑھا سن کر بہت خوشی ہوئی بعد میں حضرت مفتی صاحب نے جامعہ کی ترقی کیلئے دعا کروائی۔

جامعہ سے متصل کافی جگہ پر مسجد الخلیل کی جگہ مختص ہے اس کی بھی زیارت کروائی گئی یہاں سے قافلہ جامعہ صدیقیہ نور محل روڈ جو کہ مرکز ہے یہاں دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے پہنچا یہاں ایک مختصر سی تقریب حضرت شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی صاحب مدظلہم کی صدارت میں ہوئی جس میں علماء وطلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی، حضرت مفتی صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بڑے دل نشین انداز میں کلام فرمایا بعد بیان سامعین ہی میں مہتمم جامعہ نے حضرت مفتی صاحب سے مسجد الخلیل کیلئے بیان وخطبہ جمعہ کی فرمائش کی علماء وطلباء سے تائید کروائی حضرت مفتی صاحب نے فرمایا اپریل میں سفر کا ایک نظم ہے اگر نہ ہوا تو پھر سوچ لیں گے۔

تقریباً ۲/ بجے بعد دوپہر جامعہ اسلامیہ امدادیہ عقب مسجد الصادق بہاولپور پہنچے نماز ظہر کے بعد حضرت مفتی صاحب کا بیان ہوا یہاں حضرت کی طبیعت خوب کھلی اولیاء کرام بالخصوص سلسلہ اشرفیہ کے سوانح اور احوال ومواجید پر گہری نظر ہے ماشاء اللہ حافظہ بہت قوی ہے حضرت شیخ الاسلام جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے سرگودھا میں ڈیڑھ دو ہفتہ قبل علماء کی موجودگی میں حضرت مفتی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا مجھے آپ کی اس بات پر رشک آتا ہے ماشاء اللہ آپ نے والد ماجد (حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ) سے خوب فائدہ اٹھایا اور آپ کا حافظہ بھی اچھا ہے۔

دوران سفر بندہ کچھ عرض کرتا فوراً جواب ملتا اور ساتھ ہی کتب کی نشان دہی کر دی جاتی جامعہ اسلامیہ امدادیہ میں موقوف علیہ تک کی تعلیم ہوتی ہے مہتمم مولانا مفتی ارشاد صاحب دام ظلہم ہیں ماشاءاللہ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک ہیں بہت ہی اخلاق سے پیش آئے بعد بیان مجلس

ہوئی دوران مجلس مسجد الصادق کے خطیب مولانا رشید احمد عباسی حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور سرائیکی میں اشعار سنائے ،بعد میں مسجد الصادق دیکھنے گئے جو ریاست بہاولپور والی نواب محمد صادق مرحوم نے تعمیر کروائی، ۲۱ سیڑھی کے بعد مسجد کا صحن اور ہال ہے وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی نیچے دکانیں ہیں خوبصورت طرز تعمیر ہے۔

یہاں سے خانقاہ شریف روانگی ہوئی نماز عصر مسجد جامع قاسمی خانقاہ شریف میں پڑھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہم کی زیارت وملاقات سے مشرف ہوئے مختصر مجلس ہوئی حضرت نے کتابوں کی صورت میں حضرت مفتی صاحب کو تحائف پیش فرمائے اس سفر میں مولانا مفتی ارشاد احمد صاحب ،بشیر احمد بھائیہ بھی ساتھ ہو لئے گاڑی کی ڈرائیونگ مولانا ارشاد احمد خود کر رہے تھے نماز مغرب راستہ میں ایک پیٹرول پمپ پر ادا کی لیاقت پور روانگی ہوئی راستہ چنی گوٹھ چکر میں مدرسہ اسلامیہ مسجد فیصل میں بھائیہ صاحب کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے مدرسہ کی ترقی کیلئے دعا کی قبل نماز عشاء لیاقت پور آمد ہوئی محترم بشیر احمد بھائیہ صاحب کے ہاں مختصر قیام وطعام ونماز عشاء کی ادائیگی کے بعد جامع قادریہ کالج روڈ لیاقت پور پہنچے یہاں جامعہ والوں نے مجلس ذکر رسول ﷺ کے عنوان سے ایک تقریب کا اہتمام کیا ہوا تھا ایک گھنٹہ تک ذکر رسول ﷺ کے محرکات اور اسباب پر حضرت مفتی صاحب کا بیان ہوا رات قیام جامعہ میں ہوا۔

۲۱ ربیع الاول جمعرات: بعد نماز فجر مذکورہ جامعہ کی مسجد میں حضرت مفتی صاحب کا درس قرآن ہوا بعد بیان آرام فرمایا رات کو عزیزم مولوی زبیر احمد سلمہ بھی پہنچ گئے مولانا ارشاد احمد صاحب رات واپس بہاولپور چلے گئے ہم صبح ساڑھے نو بجے رحیم یار خان کیلئے روانہ ہوئے گاڑی کا انتظام حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مدظلہ کی عنایت سے مولوی زبیر احمد صاحب سلمہ نے کیا، خانپور سے مولانا محمد طاہر صاحب استاذ جامعہ مخزن العلوم خانپور شریک سفر ہو گئے تقریباً گیارہ بجکر چالیس منٹ پر جامعہ تفسیریہ شمس العلوم ابوظہبی روڈ رحیم یار خان پہنچے رات برادرم مکرم حضرت مفتی صاحب نے بندہ سے فرمایا کہ آپ کو اپنے اس سفر کا مقصد تو میں نے بتایا ہی نہیں سفر کا مقصد یہ ہے کہ حضرت شیخ شریف اللہ صاحب دامت برکاتہم سے سند عالی لینی ہے جو سولہ واسطوں سے

حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے حضرت شیخ شریف اللہ دامت برکاتہم کی خدمت بابرکات میں ان کے صاحبزادہ مولانا مولوی کلیم اللہ مولویانوی زید شرفہم لے گئے صاحبزادہ صاحب نے حضرت مفتی صاحب کا تعارف کروایا حضرت شیخ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا حضرت مفتی صاحب نے محترم قاری شرافت اللہ صاحب اور بندہ کا تعارف بھی کروایا حضرت شیخ اور مفتی صاحب کافی دیر محو گفتگو رہے اور بہت ہی غیر معمولی عنایت فرمائی بعد میں حدیث مبارکہ پڑھ کر مفتی صاحب کو سند عالی سے سرفراز فرمایا مطبوعہ سند تفسیر الکوثری اور بخاری شریف کی شرح اپنے دست مبارک سے مفتی صاحب کو عنایت فرمائی بوقت رخصتی حکماً فرمایا کھانا کھا کر جائیں۔ماشاءاللہ مجلس روح پرور تھی شیخ کے روئے مبارک سے جمال ہی جمال نظر آ رہا تھا اللہ کریم حضرت شیخ کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

تبرکاً کھانا کھایا اتفاق سے شیخ کے پوتے اور استاذ حدیث مولانا مولوی خلیل اللہ مولویانوی زید مجدہم کے بیٹے کا ولیمہ تھا حالانکہ کھانے کا نظم مولانا طاہر صاحب کے ہاں تھا حضرت مفتی صاحب نے فرمایا تبرکاً کھالیا جائے بعد ازاں حضرت حاجی عنایت اللہ صاحب دام ظلہم کے ہاں پہنچے حاجی صاحب کو آنے کی اطلاع کردی گئی تھی ان کا اصرار تھا کھانا میرے ہاں ہوگا یہاں مجلس ہوئی حاجی صاحب نے انواع قسم کی چیزوں سے اکرام کیا نماز ظہر مسجد اشرف جامعہ جلیل المدارس میں ادا کی بعد میں مولانا محمد طاہر صاحب سے ٹھہرانہ لیا یہاں سے دین پور شریف روانہ ہوئے نماز عصر یہاں پہنچ کر ادا کی بعد نماز حضرت میاں مسعود احمد صاحب سے ملاقات ہوئی بعد میں حضرت مفتی صاحب کی معیت میں مشائخ دین پور کے مقابر پر حاضری دی مرقد مبارک حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب نور اللہ مرقدہ متوفی ۲۹ رذوالحجہ ۱۳۵۴ھ موافق ۲۴ مارچ ۱۹۳۶ء پر خصوصی طور پر حاضری دی اور ایصال ثواب کیا مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی قبر مبارک بھی اسی احاطہ میں ہے یہ سکھ مذہب سے متنفر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے غیر معمولی ذہانت کے حامل تھے سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے اپنے استاد حضرت شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک ریشمی رومال کو مؤثر بنانے کیلئے جان کی بازی لگارکھی تھی حضرت خلیفہ غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے

روحانی طور پر وابستہ تھے حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کو دین پور میں لانے کا سبب بھی حضرت سندھی تھے۔حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت خلیفہ غلام محمد سے ملاقات کی بالاخانہ بھی دیکھا جہاں حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ کا قیام ہوا۔

دیگر قبور فاتح قادیان مولانا لال حسین اختر صاحب مرحوم حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ وغیرہا پر حاضری دی اور ایصال ثواب کیا قبل از مغرب حضرت میاں سراج دین صاحب دام ظلہم کی مجلس زیارت ہوئی نماز مغرب کے بعد تھل حمزہ قصبہ جو کہ حضرت مولانا خیر محمد مکی صاحب رحمہ اللہ کا آبائی گاؤں ہے کیلئے روانہ ہوئے حضرت مولانا مکی اس دور افتادہ گاؤں سے سہارنپور تشریف لے گئے حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے شرف تلمذ حاصل کیا دورۂ حدیث تک تعلیم حاصل کی بعد میں مسجد الحرام مکۃ المکرمہ میں مدرس ہوئے اس وقت حضرت کے صاحبزادہ مولانا محمد مکی حجازی صاحب دامت برکاتہم حرم مکہ میں مدرس ہیں ۹ ربجے شب تقریباً جامعہ خیر العلوم مکیہ تھل حمزہ پہنچے مولانا بشیر احمد صاحب الہ آبادی مہتمم جامعہ ہذا نے استقبال کیا مولانا ما شاء اللہ متواضع شخصیت ہیں وصف مدرسی والا خوب ہے الظل الممدود شرح سنن ابی داؤد کے مصنف ہیں اور جامعہ خیر العلوم میں موقوف علیہ تک کی تعلیم ہے سالانہ خرچ اکیس لاکھ روپے ہے مدرسہ مولانا خیر محمد مکی صاحب رحمہ اللہ کے آبائی مکان پر بنا ہوا ہے سب اخراجات مولانا محمد مکی حجازی برداشت کرتے ہیں رات قیام جامعہ میں ہی ہوا۔

۲۲ ربیع الاول جمعۃ المبارک بعد نماز فجر مسجد میں حضرت مفتی صاحب کا درس قرآن ہوا مسجد جامعہ سے متصل ہے اور بہت وسیع خوبصورت ہے بعد میں آرام فرمایا تقریباً ساڑھے دس بجے چنی گوٹھ اسٹیشن روانگی ہوئی علی الصبح مولوی زبیر صاحب انتظام وانصرام کیلئے پہلے روانہ ہوگئے اس سفر میں مولانا بشیر احمد صاحب شریک سفر ہوگئے پونے بارہ بجے جامعہ مدنیہ چنی گوٹھ اسٹیشن آمد ہوئی قبل بیان حضرت مفتی صاحب کے بیس منٹ حضرت دادا مرشد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کے اقوال بندہ نے حاضرین کے سامنے نقل کئے حضرت مفتی صاحب نے بیان خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی امامت فرمائی بعد ازاں مجلس ہوئی علماء

میں سے بالخصوص ابو احمد حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب تشریف لائے حضرات کے مابین کلام سے استفادہ کیا قبل نماز عصر بہاولپور کیلئے روانگی ہوئی نماز عصر راستہ میں ادا کی نماز مغرب ڈائیو وٹرمینل پر ادا کی ساڑھے سات بجے جھنگ براستہ ملتان روانگی ہوئی شب دو بجے تقریباً بحمداللہ بخیر و عافیت ساہیوال پہنچ گئے دوران سفر اخی المکرم نے ناکارہ کا بہت خیال رکھا جس سے بندہ کو شرمندگی ہوتی تھی سادات واقعی ہی صرف نسبی شرف ہی نہیں رکھتے بلکہ ذاتی محاسن و مکارم میں بہت بلند مرتبت ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی ہمارے اس سفر کو صحیح معنی میں وسیلہ ظفر بنائے اور دین حق کی تبلیغ ونشر واشاعت کیلئے اس جدوجہد اور ادنی سعی کو اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور مزید توفیقات سے نوازیں اپنی رحمت سے ان تبلیغی واصلاحی بیانات سے امت مرحومہ کو خوب خوب نفع پہونچائیں اور جانبین کیلئے فلاح دارین کا ذریعہ بنائیں، آمین ـ وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه اجمعین۔

....

ارشاد: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

کلام منسوب ہوا کرتا ہے مؤلف کی جانب خواہ وہ اپنے کلام میں واقعہ اور حال کسی کا بیان کرے ہر ایک مؤلف اپنے انداز پر تالیف کرتا ہے۔

متصرف فی العالم اسماء الہیہ ہیں اور حضرت حق جل مجدہ کے ساتھ صفات الہیہ اور اسماء کی نسبت بلا تشبیہ ایسی ہے جیسے آفتاب، اس کی شعاعیں اور دھوپ، نور جرم آفتاب میں بھی ہے اور اسی لئے آفتاب آفتاب ہے، دوسرا نور وہ ہے جو آفتاب کے گرداگرد آفتاب سے متصل ہے (لازم غیر منفک) یہ نہ عین آفتاب ہے نہ غیر آفتاب کہ انفکاک کسی جانب سے بھی متصور نہیں، تیسرا نور وہ ہے جس کو دھوپ کہا جاتا ہے، اسماء الہیہ کی یہی حیثیت ہے۔ اسماء مخلوقات میں عموماً کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ تاثیر مسمی میں ہوتی ہے (اور وہ بھی وقتی عطا) تاہم بعض اسماء فوراً تاثیر کر دیتے ہیں مثلاً لفظ "فـــلک" وغیرہ مگر اسماء الہیہ (جو صفت تکوین کے مختلف شعبے ہیں) وہ مؤثر ہیں یہ اسماء اپنے فعال و تاثیرات کے تنوع اور تمیز کے بموجب آپس میں ایک دوسرے سے فرق ضرور رکھتے ہیں۔

روح اصل میں عامل ہے قلب اس کا دار السلطنت ہے ارادہ متوجہ ہوتا ہے اور دست وپا عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس وقت عمل اگرچہ دست وپا کر رہے ہیں مگر اصل قوت اور مؤثر حقیقی روح ہے دست وپا روح سے بے نیاز نہیں یہی مثال حضرت حق جل مجدہ، اس کی صفات اور اسماء کی ہے، صفات الہیہ کی مثال بلا تشبیہ ارادہ جیسی ہے۔

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج

تحقیقی جائزہ (قسط۱۳)

۲۔احکام مدنیہ

جن کا تعلق لوگوں کے باہمی معاملات سے ہو مثلا فروختگی، کرایہ داری، قرض کا وثیقہ، قرض کی ضمانت، کاروبار میں اشتراک، ادھار معاملہ، وفاء عہدوغیرہ اوراس سے مقصودلوگوں کے مالی تعلقات کومنظم رکھنااور صاحب حق کے حق کی حفاظت ہے۔

طلب معاش

قوله تعالى:قل ماعندالله خيرمن اللهوومن التجارة والله خير الرازقين۔

يستحب الاجمال فی طلب الرزق والاقتصاد

مسئلة : يستحب الاجمال في طلب الرزق والاقتصاد ويكره الحرص وحب المال عن ابی حميدی الساعدی ان رسول الله ﷺ قال اجملوا فی طلب الدنيا فان كلكم ميسر لما كتب له رواه الحاكم وابوالشيخ وابن ماجه ونحوه وعن كعب بن مالك قال قال رسول الله ﷺ ماذئبان جايعان ارسلا فی غنم بافسد لها من حرص المرء على المال والسرف رواه الترمذی وصححه هوابن حبان وعن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ يقول اللهم انی اعوذبك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لايسمع رواه النسائي وهوعند مسلم والترمذی من حديث زيد بن ارقم وعن انس قال قال رسول الله ﷺ لو كان لابن آدم واديان۔

من المال لا بتغیٰ اليهما ثالثا ومايملاء جوف ابن آدم الاالتراب ويتوب الله على من تاب۔

بیوع: سورہ جمعہ کی آیت قـل ماعنداللّٰہ خیرمن اللھوومن التجارۃ واللّٰہ خیـر الـرازقین کےتحت یہ مسئلہ مستنبط فرماتے ہیں جس کا عنوان ہے"رزق ومعاش کی طلب میں اجمال کا مستحب ہونا"۔

رزق ومعاش کی تلاش میں اجمال یعنی اختصار اور دوسرے قول کے مطابق اچھا معاش اختیار کرنا مستحب ہے، مال کی حرص اور محبت مکروہ ہے، ابوحمید ساعدی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

دنیا کی طلب میں اجمال اختیار کرو پس بے شک تم میں سے ہر ایک کیلئے جو مقرر کر دیا گیا ہے وہ اس کو فراہم بھی کر دیا گیا ہے۔

اس کو حاکم، ابوالشیخ اور ابن ماجہ وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت کعب بن مالک نے کہا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں کی طرف چھوڑ دیا گیا وہ اتنا فساد نہیں کرتے جتنا کہ انسان کی مال اور جاہ کی محبت فساد کرتی ہے۔

اجارہ

قـولـہ تـعـالـی: واذتـخـلق من الطین کھیئۃالطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی

جـواز ازالۃ صورۃ لمن رآھا فی بیت غیرہ ولاضمان علیہ ولو استاجر مصورا فلااجرلہ۔

قـال فـی الـنھر: جوز فی الخلاصۃ لمن رآی صورۃ فی بیت غیرہ ان یـزیـلھـا ویـنبغی ان یجب علیہ ولو استاجر مصورا فـلااجرلہ لان عملہ مـعـصیۃ کـذا عـن محمد ولوھدم بیتا فیہ تصاویر ضمن قیمتھا خالیا عنھا الخ وسیـأتـی فـی بـاب متـفرقات البیوع متناوشرحا مانصہ اشتری ثورا اوفرسامن خـزف لاجـل استینـاس الـصبی لایـصـح ولاقیمۃ لہ فلایضمن متلفہ وقیل

بخلافہ یصح ویضمن قیمتہ وفی آخر حظر المجتبی عن ابی یوسف یجوز بیع اللعبة وان یلعب بهاالصبیان الخ

حکم اشتراء الاشیاء التی علیها صور حیوان للعلامة والامارة

وبهذا ظهر حکم اشتراء الاشیاء التی علیها صورحیوان فان لم یکن اشتراء التصویر مقصودا ولم یکن له دخل فی قیمته فاشتراء هذه الاشیاء مباح للضرورة وعدم امکان التحرز عنها وان کا ن المقصود بالاشتراء التصویر فلاشك فی حرمته وعدم جواز فیجوزالبیع والشراء للجرائد والرسائل التی فیهاصور حیوان للضرورة لان المقصود من البیع والشراء الجرائد والرسائل لاالتصاویر وان کان فعل التصویر غیر۔ جائز بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰی وسواء کان فی ثوب اوبساط اودرهم اواناء اوحائط اوغیرها کمافی ردالمحتار

مائدہ کی آیت نمبر۱۱۰ واذتخلق من الطین کهیئةالطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی کے تحت اجارہ کا یہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ:

جس شخص نے کسی کے گھر تصویر دیکھی اس کے زائل کرنے کا جوازاورعدم ضمان اگرمصورکواجارہ پرلیاتو اس کیلئے اس کی اجرت نہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے النہر کے حوالے سے فرمایا کہ:

خلاصۃ الفتاویٰ میں اس بات کے جواز کا فتویٰ ہے کہ:

جس شخص نے کسی دوسرے شخص کے گھر میں تصویر دیکھی تو وہ اس کو زائل کرسکتا ہے بلکہ اس شخص کیلئے اس تصویرکوزائل کرنا واجب ہونا چاہئے اوراگرکوئی مصوراس کیلئے اجرت پرلیاتو اس کیلئے کوئی اجرت نہ ہوگی کیونکہ یہ معصیت وگناہ کا کام ہے اسی طرح امام محمد سے منقول ہے اگرکسی نے کسی ایسے مکان کومنہدم کردیا جس میں تصاویرتھیں توگرانے والا ایسے مکان کی قیمت کا ضامن ہوگا جس میں تصاویرنہ ہوں۔

ان اشیاء کی خریداری کا حکم جن پر حیوان کی تصویر بطور علامت ہو

جن اشیاء پر حیوان کی تصویر ہو ان کی خریداری کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کی خریداری مقصود نہیں ہے اور وہ تصویر شے کی قیمت میں داخل بھی نہیں ہے تو ان اشیاء کی خریداری ضرورت اور عدم امکان تحرز یعنی جس سے بچنا ممکن نہ ہو کی وجہ سے مباح ہے۔ اور اگر خریداری میں تصویر مقصود ہے تو اس کی حرمت اور نا جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

پس ایسے جرائد و رسائل کی خریداری جن میں حیوانات کی تصاویر بھی ہوتی ہیں ضرورت کی وجہ سے جائز ہے کیونکہ اس صورت میں خرید و فروخت جرائد و رسائل کی ہوتی ہے تصاویر مقصود نہیں ہوتیں، تصاویر بنانے کا فعل ہر حال میں نا جائز ہے خواہ وہ کپڑا، بچھونا، درہم، برتن اور دیوار وغیرہ پر ہو کیونکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کی مشابہت لازم آتی ہے۔

وقف و ہبہ

قولہ تعالی :وقالوا مافی بطون ھذہ الانعام خالصة لذكورنا ومحرم علی ازواجنا وان یكن میتة فھم فیه شركاء سیجزیھم وصفھم انه حكیم علیم واستدل مالك بالآیة علی ان الوقف لایجوز علی اولادہ الذكور۔ واستدل بعض المالكیة علی مثل ذلك فی الھبة

واستدل بالآیة علی انه لا یجوز الوقف علی اولادہ الذكور دون الاناث وان ذلك الوقف یفسخ ولو بعد موت الواقف لان ذلك من فعل الجاھلیة واستدل بذلك بعض المالكیة علی مثل ذلك فی الھبة واخرج البخاری فی التاریخ عن عائشة قالت :یعمد احدكم الی المال فیجعله للذكور من ولدہ ان ھذا الا كماقال اللّٰه تعالی "خالصة لذكورنا ومحرم علی ازواجنا"

قال القرطبی :وفی الآیة دلیل علی ان العالم ینبغی له ان یتعلم قول من خالفه وان لم یاخذ به حتیٰ یعرف فساد قوله ؛ویعلم كیف یردعلیه

لان اللّٰہ تعالٰی اعلم النبی ﷺ واصحابه قول من خالفهم من اهل زمانهم لیعرفوا فساد قولهم

سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۳۹ وقالوا مافی بطون هذه الانعام خالصة لذکورنا ومحرم علی ازواجنا وان یکن میتة فهم فیه شرکاء سیجزیهم وصفهم انه حکیم علیم کے تحت ہبہ اور وقف کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔

آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اپنی مؤنث اولاد کو چھوڑ کر صرف مذکر اولاد پر وقف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ وقف فسخ ہو جائے گا اگرچہ واقف کی موت کے بعد ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ جاہلیت کا فعل ہے بعض مالکیہ حضرات نے اس آیت سے یہ استدلال بھی کیا کہ وقف کی طرح مؤنث اولاد کو محروم کر کے صرف مذکر اولاد کیلئے ہبہ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بھی جاہلیت کے افعال میں سے ہے۔

امام بخاری نے التاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں: تم میں کوئی شخص اپنے مال کو صرف اپنی مذکر اولاد کیلئے خاص کر دیتا ہے وہ اس طرح ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللہ تعالیٰ مشرکین کا قول نقل فرماتے ہیں:

خالصة لذکورنا ومحرم علی ازواجنا۔

وہ ذبیحہ ہمارے مردوں کیلئے خالص ہے اور ہماری بیویوں کیلئے حرام ہے۔

(جاری ہے)

....

ارشاد: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

قلم چار ہیں جن کی تقسیم یہ ہے قلم تکوین اور قلم تشریع پھران دونوں میں سے ہر ایک کی تقسیم یہ ہے کہ ایک قلم امور مہمہ کلیہ کے متعلق دوسرا قلم امور جزئیہ اور تفصیلیہ کے متعلق کما ورد فی الحدیث فیما یختصم الملأ الاعلیٰ وفی القرآن المجید وما کان لی من علم بالملأ الاعلیٰ اذ یختصمون ای فی امور جزئیة بان جزاء اسباغ الوضوء والخطاء الی المساجد ماذا یکون وما ورد فی حدیثه صلی اللّٰہ علیه وسلم جف القلم علیٰ ماهو کائن اوجف القلم علی علم اللّٰہ فالمراد به قلم التکوین الذی یتعلق بها الامور المهمة الکلیة واللّٰہ اعلم قد سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علی العرش صریف الاقلام۔

پروفیسر بشیر حسین حامد ایبٹ آباد

عظیم سکالر سید محمد اکبر شاہ بخاری کی نئی تالیف

''معارف مفتی اعظم'' کی تقریب رونمائی

عظیم سکالر معروف مؤرخ وترجمان دیوبند ومؤلف کتب ہائے کثیرہ سید حافظ قاری محمد اکبر شاہ بخاری مدیر مدرسہ اشرفیہ احتشام العلوم جامپور کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں علمی ودینی حلقوں میں مقبول ترین شخصیت ہیں جنکے قلم فیض رقم سے ایک ہزار سے زائد مقالات ومضامین ملک بھر کے مشہور جرائد ورسائل واخبارات کی زینت بن چکے ہیں آپ علوم اسلامیہ، تاریخ وادب وتحقیق کے بڑے فاضل وماہر ہیں، کوئی پانچ درجن تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں ملت اسلامیہ عموماً اور مسلک دیوبند کے علماء وطلباء آپ کے احسان مند ہیں، مسلک علماء دیوبند کے عظیم ترجمان اور اکابر دیوبند کے علوم ومعارف کے امین ہیں، بقول مشاہیر علماء دیوبند، اس وقت آپ علماء دیوبند کی تاریخ مرتب کرنے میں سب سے آگے ہیں، ساتھ ہی تبلیغ دین اور علوم اسلامیہ کی اشاعت وترویج میں اپنی مثال آپ ہیں ''معارف مفتی اعظم'' تازہ تالیف ہے جس میں اپنے شیخ معظم حضرت اقدس مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ومعارف اور خطبات ومقالات کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے، زمزم پبلشرز کراچی نے شائع کیا ہے آپ نے علوم قدیم وجدید میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی اور حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع اور حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی سے اصلاحی تعلق وشرف بیعت حاصل کیا آجکل شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم سے اصلاحی تعلق قائم ہے، مجلس صیانۃ المسلمین کے روح رواں اور جام پور اور راجن پور کے ناظم اعلیٰ ہیں اکابر علماء ومشائخ کے محب ومحبوب ہیں سینکڑوں علماء ومشاہیر نے آپکی تصانیف پر قیمتی آراء وتقاریظ لکھی ہیں علمی وادبی معروف شخصیت ہونے کے باوجود انتہائی مخلص بااخلاق متواضع اور منکسر المزاج ہیں تبلیغ وتدریس اور تصنیف وتالیف محبوب مشغلہ ہے جامع مسجد نیو سبزمنڈی کے خطیب اور جامع مسجد عثمانیہ کے منتظم اعلیٰ ہیں حق تعالیٰ علم وعمل اور عمر میں ترقی عطا فرمائے، آمین ۔

یادرفتگاں حافظ ضیاء الرحمٰن جالندھری ملتان

استاذالحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ (قسط۲)

جامع العلوم کے قیام کے دوران حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے ارشاد پر ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۶ء میں اپنے مادر علمی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں منتقل ہوئے اور وہاں استاذالحدیث کی حیثیت سے درس وتدریس کا کام شروع کیا جہاں سے آپ نے ۳ سال پہلے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی تھی۔اس زمانہ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ شیخ الحدیث تھے اسی دوران قیام پاکستان کی وجہ سے مولانا شمس الحق افغانی پاکستان سے ہندوستان واپس نہ جاسکے تو جامعہ اسلامیہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے ہمراہ دورہ حدیث کی تدریسی خدمات رمضان ۱۳۶۹ھ تک انجام دیتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا علامہ شبیر احمد رحمہ اللہ کے اصرار پر آپ کے والد ماجد خاندان کے دوسرے افراد کے ہمراہ پاکستان جا چکے تھے،علامہ عثمانی نے دارالعلوم دیوبند کی طرز پر پاکستان میں ایک دارالعلوم کے قیام کی تجویز پر کام کیا تھا جسے بعد میں مولانا احتشام الحق تھانوی م۱۴۰۰ھ نے مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی کی ہمراہی میں ٹنڈوالہ یار میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

قیام پاکستان کے بعد علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ م۱۳۷۳ھ کے ہمراہ دہلی سے لاہور کا سفر کیا استاذالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری بانی جامعہ خیر المدارس ملتان میں آپ کو استاذ الحدیث مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی کی خواہش کے احترام میں آپ نے ٹنڈوالہ یار میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں زندگی کے ۲۵ سال تدریسی خدمات میں گزارے اس کے بعد والد ماجد حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے انتقال (یک شنبہ ۷ر رجب ۱۳۹۴ھ بمطابق ۲۸ر جولائی ۱۹۷۴ء) کے بعد پاکستان کی مرکزی دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی م۱۴۰۳ھ،مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی م۱۴۱۵ھ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ حضرت پیرانی صاحبہ م۱۴۱۲ھ کے اصرار پر تشریف لے آئے

کیونکہ آپ کے والد ماجد جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث والتفسیر کے عہدہ پر فائز تھے اس لئے جامعہ کے مہتمم استاذ المحدثین حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب امرتسری مدظلہ العالی اور جملہ اراکین شوریٰ کی خواہش پر اپنے والد ماجد کی عظیم مسند پر بطور شیخ الحدیث والتفسیر فائز ہوئے اور تا حیات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلاتے رہے اور ہزاروں طالبان علم آپ سے فیض یاب ہوئے۔

تلامذۃ

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد مالک کاندھلوی کے ۴۷ سالہ دور تدریس میں کثیر تعداد طلبا علم دین سے فیضیاب ہوئے ان تمام طلباء کرام کے ناموں کو تو ذکر نہیں کر سکتا البتہ چند ایک ملاحظہ فرمائیں جن میں حضرت مولانا محمد اسماعیل محمود بسم اللہ ڈابھیلی مدرس فارسی وناظم کتب خانہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات (انڈیا) حضرت مولانا خلیل احمد تھانوی مدرس جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور، مولانا ارشد حسن ثاقب لاہور، مولانا محمد بلال برمی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدس ترمذی مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودہا، مولانا حفیظ اللہ استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان وغیرہ حضرات ہیں۔

دیگر حالات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی قائم کردہ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے مرکزی نائب صدر اور سواد اعظم اہل سنت پاکستان پنجاب کے امیر اعلیٰ رہے، شریعت بنچ حکومت پاکستان اور ادارہ تحقیقات اسلامی پاکستان کے رکن اعلیٰ رہے ہمیشہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوشاں رہے اور اپنے اکابر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی، فقیہ الامت مولانا ظفر احمد عثمانی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے مقدس مشن کو زندہ کئے ہوئے تھے، ہر اہم دینی اور قومی مسائل کو سمجھانے میں ارباب حکومت کی طرف سے مدعو کئے جاتے تھے اور ایک بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے۔

تصنیف

آپ کا شمار اپنے زمانہ کے نامور محقق علماء میں ہوتا تھے اور عرصہ سنتالیس (۴۷) سال سے دینی علمی اور تدریسی خدمات میں مصروف رہے تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیف وتالیف

بھی آپ کا محبوب مشغلہ رہا اور کئی عظیم کتابیں اور رسالے تصنیف کئے جن میں تجرید صحیح مسلم، اصول تفسیر منازل العرفان فی علوم القرآن، پیغام مسیح، تاریخ حرمین، ترجمہ ہدایہ آخرین اور اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر دینی اور تبلیغی رسائل بھی لکھے۔

اولاد

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی کی شادی اپنے ماموں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب صدیقی تھانوی (فاضل مظاہر العلوم سہارنپور) کی بیٹی سے ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سعد صدیقی صاحب ہیں جو اس وقت ملیشیا میں ہیں اور حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مہتمم جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کے داماد ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حافظ محمد سعید صدیقی صاحب آپ پاکستان کی مشہور شخصیت ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کے ہم زلف ہیں۔

وفات

ہمارے بعد اندھیرا رہے اے اہل محفل بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

بہر حال آپ اپنے وقت کے عظیم محدیث، فقیہ اور عارف کامل تھے اور ساری زندگی درس وتدریس اور تبلیغ واصلاح میں گزاری آخر اللہ تعالی کی طرف سے پیام آخرت آ گیا اور زندگی کی ۶۶ بہاریں گزار کر شب شنبہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۶ کاتک ۲۰۴۵ بکرمی کو عازم ملک بقاء ہو گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون دوسرے دن لاہور میں لوگوں کی کثیر تعداد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کی نماز جنازہ کی امامت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب نے فرمائی اور اچھرہ لاہور میں آپ کے والد ماجد کے قریب آپ کی تدفین ہوئیں۔ ع آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

مادہ تاریخ وفات

عزیز جہاں ضیاء العلماء مولانا ابوسعد — جانشین محقق مبلغ مولانا کاندھلویؒ

۱۴۰۹ھ — ۱۹۸۸ء

محترم جناب سید شمشاد حسین صاحب جھنگ

ع شاید کہ مرا شہر کوئی چھوڑ گیا ہے

آہ! باغبان گلشن جہلمی، قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۰۰۱ء سنی کانفرس بھیں کے موقعہ پر نماز ظہر کے بعد حضرت قاری صاحب کا پہلا بیان سنا اپنے والد گرامی قدر کا طرز بیان چادر میں ملبوس نورانی چہرہ دیکھ کر خوشی اور اطمینان ہوا کہ قدرت نے حضرت جہلمی کا سچا اور صحیح جانشین ہمیں عطا کر دیا ہے یوں حضرت جہلمی کا غم کافی حد تک کافور ہو گیا تھا اور میں گن گنا رہا تھا۔

شاید خوشی کا دور بھی آجائے اے شباب غم بھی تو مل گیا ہے تمنا کئے بغیر

یہی جذبات لئے ہوئے احقر حضرت قائد کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور قاری صاحب کی تقریر اور طرز انداز پر گفتگو کرنے لگا اتنے میں حضرت قاری صاحب خود بھی حاضر ہو گئے حضرت قائد نے مسکرا کر مجھ سے پوچھا اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک آپ کا تعارف نہیں ہوا میں نے عرض کیا سعودی عرب کے طویل قیام کی وجہ سے کانفرنسوں میں حاضری نہیں ہو سکی تو پھر حضرت نے قاری صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ سید شمشاد حسین ہیں جن کے مضامین حق چار یار ماہنامہ میں آتے رہتے ہیں قاری صاحب بھی بہت خوش ہوئے اور عرض کیا جی حضرت غائبانہ تعارف تھا اچھا ہوا آج ملاقات بھی ہو گئی اور یوں ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہا کیا خبر تھی کہ 2009ء کی سنی کانفرس والی ملاقات آخری ملاقات ثابت ہو گی اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے یہ ملاقاتیں تاریخ ماضی کی داستانیں ہو جائیں گی۔

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

عجب سرائے یہ دنیا کہ جس میں شام وسحر کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

حضرت قاری صاحب نے کوئی طویل عمر نہیں پائی 2007ء سالانہ جلسہ کے موقع پر

احقر آپ کے دفتر میں حاضر ہوا برادرم ماسٹر منظور حسین صاحب بھی میرے ہمراہ تھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے پھر باتوں باتوں میں تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ میں تو آپ سے عمر میں بہت چھوٹا ہوں، مگر عمر کا یہ تھوڑا سا حصہ حضرت قاری صاحب نے جو بھی گذارا اپنے اسلاف کی طرز پر گذارا قید و بند کی صعوبتیں بھی بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ برداشت کیں۔

عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا
راستہ روکتے روکتے تھک گئے زندگی کے بدلتے ہوئے زاویئے

آپ نے ساری زندگی مذہب اہل سنت والجماعت کی خدمت کی اور خدام اہل سنت کے اکابرین کے مشن سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہوئے۔

لاکھ بھارے وحشت دل کوئے جاناں سے امیر میں نہ صحرا کی طرف جاؤں نہ گلشن کی طرف

حضرت قاری صاحب خدام اہل سنت کے روح رواں تھے آپ کے یوں اچانک چلے جانے سے سب خدام پریشان ہیں خاص طور پر امیر مرکزیہ حضرت مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ کے دل پر جو گذری ہے وہ وہی جانتے ہیں۔

کتنی محسوس ہوئی تیری کمی تیرے بعد ایک امید تھی وہ بھی نہ رہی تیرے بعد

اور اسی طرح ہم سب کے مخدوم بزرگ حضرت علامہ سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کو بھی عمر کے اس آخری حصہ میں یہ غم دیکھنا تھا حضرت علامہ نے اس تحریک کو اور گلشن جہلمی کو اپنے خون دل سے سینچا ہے بقول کسے۔

بہاروں میں بھرا ہے رنگ دل کے خون سے ہم نے نئی کلیاں گلستاں در گلستاں کون دیکھے گا

جب بھی کبھی اپنے آبائی قصبہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں جانا ہوتا ہے تو وہاں قیام کے دوران اکثر وقت عزیز القدر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی زید مجدہم کے ساتھ گزرتا ہے ان مجالس میں ہر موضوع پر بات ہوتی ہے چھ سات ماہ پہلے کی بات ہے ایک مجلس میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ وفاق المدارس کے اجتماعات میں جب بھی کبھی موقع ملتا ہے تو مولانا خبیب احمد عمر اپنی بات کو خوب زوردار طریقہ سے پیش کرتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے علماء و اکابرین کی موجودگی

میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ خدا داد ملکہ ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جنرل سیکرٹری وفاق المدارس نے اپنے مصروف اوقات میں سے دومرتبہ جہلم کے جلسوں کیلئے وقت نکالا اور یوں اپنے ہم عصر علماء میں حضرت مولانا خبیب احمد عمر کو ایک خاص مقام حاصل تھا مگر سب کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور ہم سب کو جانا ہے بس اپنی اپنی باری کا انتظار ہے۔

حمد تجھ کو سزا وار رثنا تیرے لئے ہے　　　فنا سب کیلئے اور بقا تیرے لئے ہے

اور اب مجھے اپنے مخدوم اور مخلص بزرگ حضرت مولانا حکیم مختار احمد الحسینی سے تعزیت کرنی ہے وہ جس طرح خدام اہل سنت کے سرپرستوں میں ہیں اسی طرح خاندان جہلمی کے سرپرست اعلیٰ بھی وہی ہیں قاری خبیب احمد عمران کی گود میں پلے بڑھے اور پروان چڑھے ہیں اس ہونہار اور جانباز بھتیجے کی جدائی پر جو صدمہ انکو پہنچا ہے اللہ تعالیٰ ہی انہیں صبر اور حوصلہ دیں گے۔

چمن کے غنچوں نے رنگ بدلا فلک کے تاروں نے ساتھ چھوڑا
میں جن بہاروں سے مطمئن تھا انہیں بہاروں نے ساتھ چھوڑا

اور اب کچھ جہلم شہر کے حوالہ سے جہلم شہر کے جلسے اور جلوس بھی حضرت قاری صاحب کے دم قدم سے تھے اور آج پورا شہر اداس ہے۔

سنسان سی گلیاں ہیں درو بام ہیں خاموش　　　شاید کہ مرا شہر کوئی چھوڑ گیا ہے

اور اب آخر میں صاحبزادگان کیلئے ایک پیغام! اے میرے عزیز اور نواجون بیٹو! تم لوگ عظیم دادا اور دلیر باپ کی اولاد ہو بے شک یہ اچانک اور ناگہاں صدمہ برداشت سے باہر ہے مگر زندہ لوگ ہمیشہ زندگی میں نئے رنگ اور نئے ولولہ سے زندہ رہتے ہیں۔

تارے بن بن کے ہم آخری رات کے　　　ڈوب جائیں گے لیکن سحر لائیں گے

تمہارے والد ماجد ایک بے دار مغز انسان تھے حالات کی نزاکتوں کو خوب سمجھتے تھے اور ان کی اسی بیداری سے مخالفین لرزاں تھے۔

لمحہ لمحہ تھا پریشاں میری بیداری سے　　　وقت کو میں نے دبے پاؤں گزرنے نہ دیا

وقت کے ظالم حکمرانوں نے دبانے کی بہت کوشش کی اور چاہا کہ ایک مرتبہ اس خانداں کوخوشامد اور خوشہ چینی پر مجبور کر دیا جاوے مگر حق کے ان پرستاروں نے ہمیشہ ان ظالموں کو مایوس کیا ۔

ہم کومعلوم ہے انسان کی عظمت کا مقام　　ہم قصیدے نہیں گاتے کبھی درباروں میں

اوراب سب خدام کی خدمت میں یہ شعر عرض کرتا ہوں ۔

کوئی کیا کسی سے لبھائے دل کوئی کیا کسی سے لگائے دل
وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

آخر میں اپنے خدامی بھائیوں کو صبر، ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھنے کی تلقین ۔ کیونکہ محنت اور کام کرنے سے ہی ہم اللہ جل جلالہ اس کے پیارے رسول ﷺ اور اپنے اکابرین کی ارواح کوخوش رکھ سکتے ہیں ۔

اور کچھ یوں ہے کہ اب بھی حوصلہ جینے کا ہے　　میں نے روشن کرلیا سینے میں دل بجھتا ہوا

اوراب سنی مسلک کا وہ شعر جسے حضرت جہلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت قاری صاحب خوب ترنم سے پڑھا کرتے تھے ۔

ایمان ما طاعت خلفائے راشدین　　اسلام ما محبت آل محمد ﷺ است

....

ارشاد: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

نزول قرآن پاک کے بارے میں تین کلمے قرآن حکیم میں وارد ہوئے ہیں فی لیلة مبارکة، شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن، انا انزلناه فی لیلة القدر ،لیلۃ القدر اس سال شہر رمضان میں ہوئی اس لئے ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے لیلة مبارکة سے مراد لیلة البراءت ہے نزول قرآن کے بھی تین دفعات ہیں دفعہ اول وہ ہے کہ امر الٰہی ملائکہ کو ہوا کہ ام الکتاب اور لوح محفوظ سے اتنا حصہ اخذ کریں، دفعہ ثانیہ ملائکہ نے بیت العزت میں اس کلام کو ودیعت کیا اور دفعہ ثالثہ بیت العزت سے رسول اللہ ﷺ پر نزول ہوا لیلة مبارکة یعنی لیلة البراءت یعنی جس میں ملائکہ عالم اسفل کو خدمات سپرد ہوتی ہیں فیها یفرق كل امر حکیم پس فی لیلة مبارکة میں نزول اول مراد ہے کہ ملائکہ کو ام الکتاب سے نقل کرنے کا حکم ہوا اور لیلة القدر میں نزول ثانی مراد ہے کہ بیت العزت کی جانب نزول ہوا ۔

الاستفتاء

مروجہ کوّے کی حلت وحرمت کی تحقیق

سوال: فتاویٰ رشیدیہ میں زاغ معروفہ (کوے کی مشہور قسم) کو حلال کہا گیا ہے، اس زاغ معروفہ سے کونسا زاغ مراد ہے؟ کیا یہی زاغ مراد ہے جو کہ عام طور پر دیواروں پر بیٹھ کے کائیں کائیں کرتا ہے، یا اور کوئی، اگر اور ہے تو کونسا؟ اور ہدایہ جلد رابع "فصل فیما یحل اکلہ" میں جو کہا گیا ہے "ولا بأس باکل العقعق الخ" اس عقعق سے کونسا کوا مراد ہے اور علماء دیوبند میں فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ سے کوئی اختلاف بھی ہے یا نہیں؟۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: فتاویٰ رشیدیہ میں زاغ معروفہ سے مراد وہی دیسی زاغ ہے جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ تذکرۃ الرشید میں اس کی صراحت کردی گئی ہے، تذکرہ کی عبارت حسب ذیل ہے:

کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے، اس لئے کہ جب وہ خلط کرتا ہے اور نجاست وغلہ ودانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت بھی مثل عقعق کے معلوم ہوگئی۔ خواہ اس کو عقعق کہا جائے یا نہ کہا جاوے، فقط واللہ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی (تذکرۃ الرشید ج ا)

حضرت گنگوہی کے تذکرہ میں درج شدہ اس تحریر سے واضح ہے کہ غراب کی حلت وحرمت کا مدار اس کی خوراک پر ہے اور یہ زاغ معروفہ چونکہ غذا میں خلط کرتا ہے، نجاست اور غلہ دونوں کو کھاتا ہے، اس لئے اس کی حلت مثل عقعق کے ہوگی اس لئے کہ عقعق کی بھی یہی حالت کتب فقہ میں لکھی ہے کہ وہ نجاست اور غلہ دونوں میں خلط کرتا ہے کبھی نجاست کھاتا ہے، کبھی غلہ

دانہ کھاتا ہے۔غراب کی حلت وحرمت کے بارہ میں خوراک پر مدار ہوتا ہے اور عقعق کے نجاست اور غلہ میں خلط کرنے کے باوجود حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا حلال ہونا فقہاء کی متعدد کتب میں موجود ہے۔ہدایہ اوراس کی شرح عنایہ کی درج ذیل عبارتوں سے یہ امر واضح ہے،ان پر غور کیا جاوے۔ہدایہ میں ہے:

ولابأس بغراب الزرع لانه يأكل الحب ولايأكل الجيف وليس من سباع الطيرولايؤكل الابقع الذى ياكل الجيف وكذاالغداف قال ابوحنيفة لابأس باكل العقعق لانه يخلط فاشبه الدجاجة وعن ابى يوسف انه يكره لان غالب اكله الجيف (ج۴ص۴۴۰)

اورعنایہ میں ہے:

واصل ذلك ان ماياكل الجيف فلحمه نبت من الحرام فيكون خبيثاعادة ومايأكل الحب لم يوجد ذلك فيه وما خلط كالدجاج والعقعق فلابأس باكله عندابى حنيفة وهوالاصح لان النبى ﷺ اكل الدجاجة وهى ممايخلط (ج۸ص۴۱۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حلت وحرمت غراب کا مدار خوراک پر ہے۔اس قاعدہ پر بنا کرتے ہوئے صاحب عنایہ نے غراب کے اقسام ثلاثہ اوران اقسام کی حلت وحرمت کوان الفاظ سے بیان فرمایا ہے:

واما الغراب الاسود والابقع فهوانواع ثلاثه نوع يلتقط الحب ولايأكل الجيف وليس بمكروه ونوع منه لايأكل الاالجيف وهوالذى سماه المصنف الابقع الذى يأكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط ياكل الحب مرة والجيف اخرى ولم يذكره فى الكتاب وهوغيرمكروه عندابى حنيفة مكروه عندابى يوسف (ج۸ص۴۱۹)

ہدایہ اوراس کی شرح عنایہ کی عبارت سے یہ بات صاف واضح ہے کہ اصل مدار حلت

وحرمت کا خوراک پر ہے، اسی لئے عقعق کی حلت کی علت صاحب ہدایہ نے لانہ یخلط سے بیان فرمائی ہے۔

اب اگر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے زاغ معروفہ کا حکم بوجہ اس کے غذا میں خلط کرنے کے مثل عقعق کے تحریر فرمایا ہے تو یہ اصل مذکور فی العنایہ کے عین موافق اور قاعدہ مقررہ کے بالکل مطابق ہے۔

عقعق کی حلت میں اگر چہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول اس کے متعلق حلت کا ہے اور وہی اصح ہے، چنانچہ عنایہ کی عبارت بالا میں بھی اس کے متعلق وھوالاصح گذرا ہے اور درمختار میں ہے (والا صح حلہ) اور شامی میں ہے الاولی ان یقول علی الاصح وھوقول الامام (شامی ج۶ ص ۳۰۸، ایچ ایم سعید کراچی)

پھر چونکہ عقعق بوجہ غذا میں خلط کرنے کے مثل دجاجہ کے حلال ہے اور زاغ معروفہ بھی غذا میں مثل عقعق کے خلط کرتا ہے تو وہ بھی مثل دجاجہ کے حلال ہوگا اور اس کا اکل بھی بغیر حبس کے دجاجہ کی طرح مکروہ تنزیہی ہوگا۔ یہ تو مسئلہ کی تحقیق ہے۔ اس کے بعد اگر کسی شخص کے نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قولِ حلت کے برخلاف امام ابو یوسف کا قول مختار ہے اور وہ عقعق کو حرام سمجھتا ہے اور اس وجہ سے اس کے نزدیک زاغ معروفہ بھی حرام ہے تو وہ یقیناً خلاف اصح اور مرجوح قول کو اختیار کر رہا ہے، ایسی صورت میں اصح اور راجح قولِ امام پر فتویٰ دینے والوں پر اعتراض کرنے کا کسی کو کیا حق ہے؟ پہلے بھی اس مسئلہ پر شور وغل اٹھ چکا ہے مگر دلائل صحیحہ کے سامنے ایسے شور وغل ہمیشہ بے اثر ہوتے ہیں۔

تذکرۃ الرشید کے حاشیہ میں ہے ''مخالفین کا جب اس مسئلہ پر غوغا زیادہ ہوا تو ستر سے زیادہ علماء کی مواہیر ایک رسالہ بنام فصل الخطاب ......شائع کیا گیا۔ نیز ایک حاجی نے علماء حرمین سے اس کی حلت کا فتویٰ لیا، سنداً مکی فتویٰ منتخب وملخص نقل کرتا ہوں، وھوھذا۔

الحمدللّٰہ وحدہ رب زدنی علماً الغراب المذکور حلال من غیر

کراھة عندابی حنیفة رحمہ اللّٰہ وھوالاصح وھوالمسمی بالعقعق بتصریح فقھائنا رحمھم اللّٰہ تعالیٰ ۔واصاب من افتی بحلہ وجواز اکلہ وکیف یلام الحنفی علی اکل ماھوحلال عندامامہ من غیر کراھة والاصل فی حل الغراب وحرمتہ الغذاء وکونہ ذامخلب لابصورتہ ولونہ کمایدل علیہ تصریحات فقھائنا فی غالب ومعتبرات المذھب کمافی البحرالرائق والدرالمختاروالعنایة وغیرھا فیما نصہ جامع الرموز اشعار بانہ لواکل کل من الثلاثة الجیف والحب جمیعاً حل ولم یکرہ والاول اصح فثبت مماصرح بہ علمائنا ان الغراب بانواعہ سواءٌ کان عقعقاً اوغیرہ اذاکان یجمع بین جیف وحب یجوز اکلہ عندامامنا الاعظم رحمہ اللّٰہ تعالیٰ، واللّٰہ اعلم قالہ بفمہ وامربرقمہ عبداللّٰہ بن عباس بن صدیق الحنفی مفتی مکة المشرفة ۔الان (مہر)

اس مضمون کا بالفاظ وعبارات دیگر علماء مدینہ منورہ کا فتوی موجود ہے،جس کوطوالت کے باعث درج نہیں کیا گیا''(تذکرۃ الرشید ج اص ۱۷۸)

اب رہا کہ صاحب ہدایہ کے قول ''لابأس باکل العقعق میں عقعق'' سے کونسا کوا مراد ہے؟تو صاحب عنایہ کی عبارت بالا میں ''ولم یذکرہ فی الکتاب ''اور کتاب الحج میں خود صاحب ہدایہ کے''اماالعقعق غیر مستثنیٰ لانہ لایسمی غرابا الخ''(ہدایہ ج ا ص ۲۸۲)فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ کے نزدیک عقعق غراب کے اقسام میں سے نہیں ہے،اس لئے ان کے نزدیک اس عقعق سے غراب کے علاوہ کوئی اور پرندہ مراد ہے۔

صاحب عنایہ کے مذکورہ قول ولم یذکرہ فی الکتاب پر اگرچہ محشی نے علامہ زیلعی کے قول سے یہ اعتراض کیا ہے کہ غراب کی یہ نوع جوغذا میں نجاست اور غلہ کا خلط کرتی ہے یہی تو عقعق ہے اور عقعق کا ذکر کتاب ہدایہ میں موجود ہے،اس لئے شارح عنایہ نے ولم یذکرہ فی الکتاب سے جو اس کے کتاب ہدایہ میں موجود ہونے کی نفی کی ہے وہ صحیح نہیں ہے

قال الزيلعي في شرح الكنز ونوع يخلط بينهما وهوايضاً يوكل عندابي حنيفة رحمه الله تعالى وهوالعقعق فعلى هذا لايصح قول الشارح ولم يذكره في الكتاب (محقق سعدی حلبی، فتح القدیر ج۸ص۶۲)

لیکن جب صاحب ہدایہ کے نزدیک عقعق کو غراب نہیں کہا جاتا اور انہوں نے کتاب الحج میں "اما العقعق غير مستثنىٰ لانه لايسمى غراباً الخ" فرماکر عقعق کے غراب ہونے کی صراحۃً نفی کردی ہے ۔تو اب عقعق کے ذکر سے غراب کی تیسری قسم کا ذکران کے نزدیک کیسے لازم آ گیا،لہٰذا شارح عنایہ کا قول "ولم يذكره في الكتاب " صحیح رہا اور محقق محشی نے اس پر جواعتراض وارد کیا تھا وہ رفع ہوگیا ۔یا محشی کی طرف سے یہ کہا جاوے کہ اگر چہ صراحۃً کتاب میں اس نوع کا ذکر نہیں کیا گیا ،مگر عقعق کے ذکر سے ضمناً اس کا ذکر بھی ہوگیا، کیونکہ عقعق بھی خلط کرتا ہے اس لئے شارح کا قول ولم يذكره في الكتاب علی الاطلاق صحیح نہیں ہے، فافہم ۔

حقیقت یہ ہے کہ عقعق کے بارے میں یہ اختلاف ہورہا ہے کہ غراب کے اقسام میں سے ہے یا یہ پرندہ کی کوئی اور قسم ہے ۔تو اب جن لوگوں نے اس کو غراب نہیں کہا انہوں نے تو غراب کے اقسام بیان کرتے ہوئے نوع يخلط سے خلط کرنے والی نوع کا بیان کر کے چھوڑ دیا اور اس کا نام عقعق نہیں بتلایا ۔اور جن لوگوں نے اس کو غراب کی قسم سمجھا ہے انہوں نے غراب کی تیسری قسم جو خوراک میں خلط کرتا ہے بیان کر کے اسی نوع کا نام عقعق رکھ دیا اور اس کو "وهوالعقعق " کہہ دیا،جیسا کہ زیلعی کی عبارت مذکورہ میں ہے ۔

اور شامی میں عنایہ کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے والاخير وهو العقعق كمافي المنح (شامی ج۶ص ۳۰۵،ایچ ایم سعید کراچی)

اور درمختار میں ہے (والعقعق) وهو غراب يجمع بين اكل جيف وحب اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں قوله والعقعق وزن جعفرطائرنحو الحمامة طويل الذنب فيه بياض وسوادوهونوع من الغربان يتشأم به ويعقعق

بصوت یشبہ العین والقاف ط عن المکی (شامی ج۶ص ۳۰۸)

غیاث اللغات میں ہے ''عقعق بفتح ہر دو عین مہملہ طائرے است سیاہ وتیز پرواز'' (ص ۳۴۷)منتخب اللغات میں ہے ''عقعق بفتح ہر دو عین مرغیست سیاہ وسفید کہ آوازش بلفظ عق می ماند وآنرا عکہ وزاغ دشتی گویند'' (ص ۳۳۲)صراح میں ہے ''عقعق مرغیست از جنس کلاغ ابلق دم دراز دانہ خوار۔عکہ عقعقہ بانگ وے'' (حاشیہ ص ۳۸۶)اورغیاث اللغات میں عکہ کے تحت لکھتے ہیں ''بالفتح وتشدید کاف نوعی از کلاغ وآن ابلق بوداز برھان ودرمویدنوشتہ کہ مرغیست کہ آنرا عقعق نیز گویند'' (ج ۳ص ۳۲۸) قاموس میں ہے ''والعقعق طائر ابلق سواد وبیاض تشبہ صوتہ العین والقاف '' (ج ۳ص ۲۷۵)المنجد میں ہے ''(العقعق) طائرعلی شکل الغراب اوھوالغراب '' (ص ۳۵۶طبع بیروت)

منجد کی عبارت میں صاف تصریح ہے کہ عقعق کے بارے میں اختلاف ہے کہ غراب کی شکل کا یہ کوئی پرندہ ہے یا یہ غراب ہی کی کوئی قسم ہے۔

بہر حال عقعق غراب ہو یا بشکل غراب کوئی اور پرندہ ہو، صاحب ہدایہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک اس کی حلت اصح ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا۔اب زاغ معروفہ اگر عقعق ہے تو فھوالمراد، ورنہ عقعق کے مثل اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ جس طرح عقعق حلال ہے زاغ معروفہ بھی اسی طرح حلال ہے ۔کیونکہ حلت کا حکم عقعق کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر خلط کرنے والے زاغ کا یہی حکم ہے اس عدم تخصیص پر عنایہ کی عبارت بالاناطق ہے۔اس لئے کہ اس میں نوع یخلط ولم یذکرہ فی الکتاب وھو غیر مکروہ عندابی حنیفۃ سے ہر خلط کرنے والے زاغ پرعندالامام غیر مکروہ ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، ولم یذکرہ فی الکتاب اس بارہ میں نص ہے کہ نوع یخلط سے مراد عقعق نہیں ہے کیونکہ عقعق کا ذکرتو کتاب ہدایہ میں اسی جگہ موجود ہے اب اگر نوع یخلط سے مراد عقعق کولیا جاوے تو پھر ولم یذکرہ فی الکتاب سے اس کی نفی کرنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔تامل فانہ دقیق وبالتامل حقیق۔

مشہور اور معروف ارباب فتاویٰ میں سے کسی کا فتویٰ ،فتاویٰ رشیدیہ کے خلاف دیکھنے میں نہیں آیا، بلکہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں (ج ۲ ص ۱۶۲) پر اس کی تائید موجود ہے۔ وہ سوال وجواب درج ذیل ہے:

سوال نمبر ۲۷۸/۲۰۰۷ ،فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۵ پر مولانا نے لکھا ہے زاغ معروف یعنی کوا کو کھانا ثواب ہے اس کو پڑھ کر بے چینی ہوئی اس کا جواب مدلل تحریر فرمایا جاوے۔

الجواب: اصل بات یہ ہے کہ کوا جو ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا ہے اور جو دانہ وغیرہ بھی کھا جاتا ہے اور بعض نجاسات بھی کھا لیتا ہے اس کا حکم مرغی کا سا ہے یعنی حلال ہے شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں جو ثواب لکھا ہے وہ ایک وقتی وجہ سے لکھا گیا ہے یعنی جس جگہ لوگ اس کو حرام سمجھتے ہوں وہاں اس کا کھانا ایک حکم شرعی کی تبلیغ واظہار حق کا حکم رکھے گا، اور ظاہر ہے کہ اس میں ثواب ہے۔ باقی کوے کی حلت سو یہ فقط فتاویٰ رشیدیہ کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ حنفیہ کی تمام کتابوں شامی، درمختار، بدائع، عالمگیریہ وغیرہ میں موجود ہے۔

فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

البتہ شکارپور سندھ کے علماء کی تحریر زاغ معروفہ کی حرمت پر احسن الفتاویٰ مؤلفہ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی (رحمہ اللہ) میں دیکھی گئی ہے اور اس تحریر کا جواب بھی احسن الفتاویٰ میں بہت مفصل اور مدلل طریقہ پر دیا گیا ہے جس پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ کی بھی تصدیق موجود ہے من شاء التفصیل فلیراجعہ۔

اس تحقیق وتفتیش کے بعد گذارش ہے کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زاغ معروفہ کی حلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس کی حلت کے اصح ہونے کے باوجود اس بارہ میں نزاع وتکرار نہ کیا جاوے کیونکہ بعض امور اگرچہ فی نفسہ صحیح اور درست ہوتے ہیں مگر ان کے اظہار میں فتنہ ہوتا ہے تو ایسے امور میں اجمال وابہام مناسب ہوتا ہے، بشرطیکہ اس امر کا شرعاً اظہار ضروری نہ ہو اور مانحن فیہ میں ایسا ہے اور اگر اس امر کا شرعاً اظہار ضروری ہو تو پھر فتنہ کی پرواہ نہیں کی جاوے گی اور اس کا ضرور اظہار کیا جاوے گا۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا بھی یہی طریقہ تھا کہ جن مسائل غیر ضروریہ میں فتنہ کا اندیشہ ہوتا تھا اس کے اظہار کو عموماً پسند نہیں فرماتے تھے تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے ''جن مسائل غیر ضروریہ کے اظہار میں فتنہ کا اندیشہ اور عوام کے ابتلاء کا واہمہ ہوتا آپ طبعاً اس کے بیان سے متنفر اور محترز تھے، ہاں بحیثیت تبلیغ خواص کے مجمع میں اس کو ظاہر فرماتے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ عوام میں اس کا چرچا نہ ہو، ورنہ مخلوق ڈوبے گی (ج ۲ ص ۱۷۶)

چنانچہ مسئلہ زاغ کے بارہ میں بھی حضرت گنگوہی کا یہ ارشاد تذکرۃ الرشید میں منقول ہے کہ جب حضرت کی مجلس میں کسی شخص نے کووں کے غلہ کو نقصان پہونچانے کی شکایت کی تو مولوی ولایت حسین صاحب نے کہا کہ فقہ کی کتابوں میں تو اس کوے کو حلال لکھا ہے حضرت نے اس کو سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا ہے''ہاں کھانا کسی طرح تو کم ہوں'' اس کے بعد ارشاد فرمایا ''بعض مسائل فی نفسہ حق ہوتے ہیں مگر ان کی اشاعت میں فتنہ ہوتا ہے'' (تذکرہ ج ۲ ص ۱۷۷)

جب حضرت گنگوہی اس مسئلہ کی اشاعت میں فتنہ تصور فرماتے ہیں تو پھر اب اس کی اشاعت کرنا کیسے درست ہوگا۔ ہاں اگر خواص کے مجمع میں اس کا ذکر ہو اور جس طرح اہل فتاوی نے تحقیق کی ہے جس کا کسی قدر نمونہ اس جواب میں بھی گزرا ہے۔ تو اس طرح سنجیدگی کے ساتھ عالمانہ طرز پر تحقیق مسئلہ کیلئے گفتگو ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارناالباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه۔ اللھم اذا اردت بقوم فتنة فتوفنا غير مفتون ،هذا آخر ما اردنا ايراده في مسئله الغراب وهوبعون الله تعالیٰ فصل الخطاب، والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع في كل باب۔

كتبه الاحقر سيد عبدالشكور الترمذی عفی عنه ذنبه الجلی والخفی ،المبتلی بالتدريس والفتوىٰ بمدرسة العربية الحقانية۔

ساہیوال ضلع سرگودھا۔

۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات صفحات: ۱۲۱

مؤلفہ: مولانا حافظ ظہور احمد صاحب ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام محلّہ زاہد آباد حضرو اٹک

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ علماء دیوبند کے عقائد قرآن سنت کے عین مطابق ہیں اور یہ کہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو دین کے ہر شعبہ کی خدمت سے نوازا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کے فیض کو جاری اور عام کر دیا مگر بعض حضرات نے کچھ عقائد غلط طور پر علماء دیوبند کی طرف منسوب کئے جس کی وجہ سے علماء مدینہ منورہ نے چھبیس (۲۶) سوالات کا جواب علماء دیوبند سے طلب فرمایا جن کے جوابات فخر العلماء شیخ المحدثین حضرت مولانا علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں تحریر فرمائے اور اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات سے مزین فرما کر مدینہ منورہ بھیج دیے تو علماء حرمین شریفین کی تصدیق کے ساتھ ساتھ مصر، شام، حلب، دمشق کے علماء کرام نے بھی اس مجموعہ کی تصدیق فرمائی اور اس مجموعہ کا نام المھند علی المفند رکھا گیا اور اس میں واضح کیا گیا کہ علماء دیوبند کے عقائد واعمال بالکل قرآن وسنت اور اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں مگر افسوس اس وقت سے لے کر اب تک مسلسل ان حضرات پر الزامات واعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔

حال ہی میں ایک صاحب نے اپنی تصنیف ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' میں حضرات علماء دیوبند کے بعض عقائد کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی آڑ میں علماء دیوبند کو اہل سنت والجماعت سے خارج کر کے اہل بدعت میں شامل کیا ہے۔ فاضل مصنف حافظ ظہور احمد الحسینی نے اپنی اس کتاب میں ان کے بے جا اعتراضات کا بڑی سنجیدگی سے جواب دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر عام وخاص کیلئے نافع بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

(مظفر مسعود)

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۲۴/صفر المظفر :حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے جامعہ حقانیہ میں عصر کے بعد درس قرآن کریم دیا۔

۲۵/صفر المظفر : ٹیکسلا میں تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں بیان فرمایا پھر اگلے روز فجر کی نماز کے بعد درس قرآن کریم بھی دیا۔

۲۷/صفر المظفر :گڑھ موڑ مدرسہ میں بعد ظہر اور روڈ و سلطان مدرسہ فاطمۃ الزہراء میں بعد عشاء بیانات فرمائے۔

۲۸/صفر المظفر :حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہم کا عصر کے بعد جامعہ ہذا میں اصلاحی درس ہوا۔

۳۰/صفر المظفر :ناظم وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم کی دختر نیک اختر کی تقریب نکاح میں شرکت فرمائی۔

یکم ربیع الاول:آج جامعہ ہذا کے ساہیوال میں پچپن سال مکمل ہونے پر یوم تاسیس کے موقع پر بعد نماز عصر جامعہ کے درجہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ نے مختلف موضوعات پر مقالات پیش کئے آخر میں حضرت صدر جامعہ مدظلہ نے اسی حوالہ سے بیان فرمایا جس میں یہ اہم بات بھی واضح فرمائی کہ اس مدرسہ کی ابتداء شاہ آباد ضلع کرنال میں ''مدرسہ قدوسیہ'' کے نام سے ۱۳۵۶ھ میں ہوئی تھی پھر ۱۳۶۱ھ میں ''مدرسہ حقانیہ'' کے نام سے کام کا آغاز ہوا اور یہ سب ربیع الاول کے مہینہ میں ہوا، اس لحاظ سے اس مدرسہ کو آج چوہتر (۷۴) سال مکمل ہو چکے ہیں۔

۲/ربیع الاول: ماہانہ درس مسجد عمر سلانوالی میں ارشاد فرمایا۔

۳/ربیع الاول: مبارے خان تحصیل ساہیوال میں جناب ...... کی دختران کا نکاح مسنون پڑھایا اس کے بعد موضع دوکاہلو چاں کے جلسہ میں شرکت فرمائی اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

۶/ربیع الاول: جامعہ امدادیہ فتحیہ اور مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں ماہانہ درس قرآن کریم دیا۔

۹ ر ربیع الاول: مدنی مسجد محلہ حسین آباد تحصیل ساہیوال میں حضرت صدر جامعہ اور مولانا عبدالحمید صاحب تونسوی نے بیانات فرمائے پھر مغرب کے بعد مدرسہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تشریف آوری کے موقع پر خطبہ استقبالیہ دیا جس میں حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی خدمات کو بڑے ہی احسن طریقہ سے پیش فرمایا۔

۱۰ ر ربیع الاول: جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور میں عصر سے قبل بیان فرمایا۔

۱۲ ر ربیع الاول: عشاء کی نماز کے بعد پنڈی والا تحصیل ساہیوال میں بیان فرمایا۔

۱۳ ر ربیع الاول: عشاء کی نماز کے بعد ضلع جھنگ میں خطاب فرمایا۔

۱۵ ر ربیع الاول: جامعہ ہذا میں بعد نماز عصر درس قرآن کریم دیا۔

۱۶ ر ربیع الاول: چک نمبر ۴۲ اسر گودہا میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔

۱۷ ر ربیع الاول: روڈہ میں بعد نماز ظہر بیان فرمایا۔

۱۸ ر ربیع الاول: بعد نماز ظہر موضع سکندری اور بعد نماز عشاء چک نمبر ۱۲۵ شمالی میں خطاب فرمایا۔

۱۹ ر ربیع الاول: جامع مسجد رشیدیہ ملتان میں بعد عشاء بیان فرمایا، اور ۲۰ ر ربیع الاول کو بعد نماز فجر درس قرآن کریم دیا پھر مدرسہ صدیقیہ بہاولپور میں بیان فرمایا۔ اور بعد جامعہ اسلامیہ امدادیہ بہاولپور میں حضرت مفتی ارشاد صاحب مدظلہ کی دعوت پر تفصیلی بیان ہوا۔ بعد عشاء جامعہ قادریہ لیاقت پور میں تفصیلی بیان ہوا۔

۲۱ ر ربیع الاول: رحیم یار خان اور ۲۲ تاریخ کو چنی گوٹ کا دورہ ہوا اور جمعۃ المبارک چنی گوٹ میں پڑھایا۔

۲۳ ر ربیع الاول: جامعہ ہذا میں حضرت مولانا خلیل الرحمان انوری صاحب کا اصلاحی درس ہوا۔ اور ظہر کے بعد مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ مبارے خان میں بھی حضرت انوری صاحب کا بیان ہوا اور حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب فرمایا۔

عظیم سکالر سید قاری محمد اکبر شاہ بخاری کی تصانیف و تالیفات

مدیر ومؤسس جامع مسجد عثمانیہ مدرسہ اشرفیہ احتشام العلوم جام پور ضلع راجن پور

O مقالات مفتی جمیل احمد تھانوی O اکابر علماء دیوبند O تذکرہ اولیاء دیوبند O تحریک پاکستان اور علماء دیوبند O تحریک پاکستان کے عظیم مجاہدین (تاریخی دستاویز) O پچاس مثالی شخصیات O مفتی محمد حسن اور انکے خلفاء O پاک وہند کے نامور علماء ومشائخ O مقالات وبیانات مولانا شمس الحق O حالات ومقالات مولانا سید بدر عالم O خطبات مفتی اعظم (مفتی محمد شفیع) O مقالات مفتی اعظم (مفتی محمد شفیع) O معارف مفتی اعظم (مفتی محمد شفیع) O مفتی اعظم پاکستان اور انکے ممتاز تلامذہ وخلفاء O مفتی اعظم پاکستان اکابر ومعاصرین کی نظر میں O چند مثالی شخصیات (تاثرات مفتی اعظم) O معارف شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی O تذکرہ الشیخ مولانا زکریا کاندھلوی O سیرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی O تذکرہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی O خطبات ومقالات علامہ شبیر احمد عثمانی O اکابرین وفاق المدارس O اکابرین مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان O خطبات ومقالات طیبات (قاری محمد طیب قاسمی) O ذکر متین خطیب O علماء دیوبند کے شاندار کارنامے O مسلک ومشرب اکابر دیوبند O چالیس بڑے مسلمان ۲ جلد O خطبات اکابر ۵ جلد O خطبات احتشام ۶ جلد O بیس علماء حق O خطبات ومقالات (مفتی عبدالقادر) O مقالات ترمذی (مفتی عبدالشکور ترمذی) O مقالات حکیم الاسلام O مقالات مفتی عبدالحکیم سکھروی O خطبات ادریس (علامہ محمد ادریس کاندھلوی) O مقالات عثمانی ۲ جلد (علامہ ظفر احمد عثمانی) O حیات علامہ ظفر احمد عثمانی O ذکر خیر محمد ویاد شریف O حیات مولانا احتشام الحق تھانوی O تذکرہ خطیب الامت (مولانا احتشام الحق) O خطبات ومقالات مولانا محمد مالک کاندھلوی O کاروان تھانوی (حکیم الامت کے خلفاء کا تذکرہ) O فیضان تھانوی (حکیم الامت کے علمی ودینی کارنامے) O سوانح مفتی محمد خلیل O حیات مولانا محمد مالک کاندھلوی O ذکر طیب (سوانح قاری محمد طیب قاسمی) O سلسلہ اشرفیہ امدادیہ کے سو بڑے علماء O برصغیر کے پچاس جلیل القدر علماء O مقالات گیلانی (علامہ مناظر احسن گیلانی) O مواعظ ومقالات مولانا نذیر احمد O بیانات ومقالات مولانا عبدالمجید انور